عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۱۹ تا ۲۵/ شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰/ ستمبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۳۶

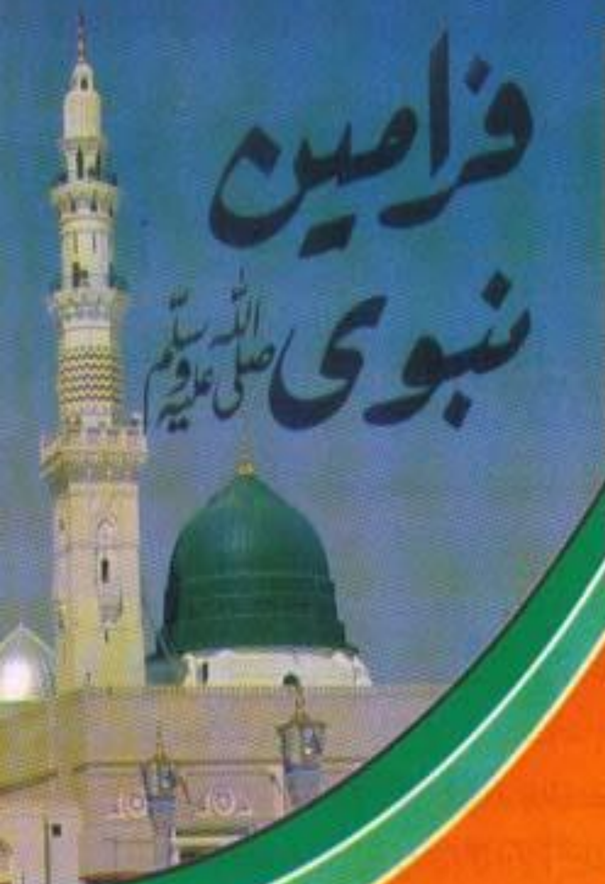

فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان

حسنِ ادب اور اُس کی اہمیت

تھائی لینڈ کے مسلمانوں پر کیا گزری؟

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

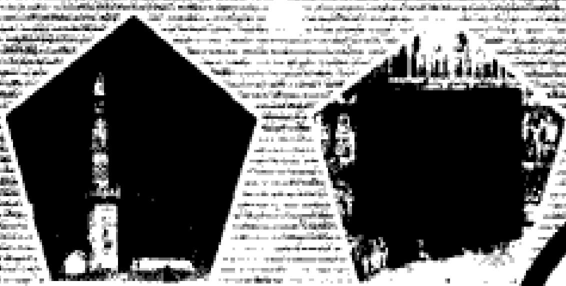

آپ کے مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

متعدی امراض اور اسلام:

س:...... کیا جذام کے مرض میں مبتلا شخص سے اسلام نے رشتہ ختم کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو اس مرض میں مبتلا مریض سے جینے کا حق کیوں چھینا جاتا ہے؟ اور یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ اس سے شیر کی طرح بھاگو اور اس کو لمبے بانس سے کھانا دو؟

ج:...... جو شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہو، اگر لوگوں کو اس سے الگ رہنے کا مشورہ دیا جائے تو یہ تقاضائے عقل ہے، باقی بیماری کی وجہ سے اس کا رشتہ اسلام سے ختم نہیں ہوگا۔ اس بیماری پر اس کو اجر ملے گا۔ اسلام تو مرض کے متعدی ہونے کا قائل نہیں، لیکن اگر جذامی سے اختلاف کے بعد خدانخواستہ کسی کو یہ مرض لاحق ہو گیا تو ضعیف الاعتقاد لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ مرض اس کو جذامی سے لگا ہے۔ اس فساد عقیدہ سے بچانے کے لئے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اس سے شیر کی طرح بھاگو (لمبے بانس سے کھانا دینے کا مسئلہ مجھے معلوم نہیں، نہ کہیں یہ پڑھا ہے)۔ الغرض جذام والے کی تحقیر مقصود نہیں بلکہ لوگوں کو ایذائے جسمانی اور خرابی عقیدہ سے بچانا مقصود ہے۔ اگر کوئی شخص قوی الایمان اور قوی المزاج ہو وہ اگر جذامی کے ساتھ کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھایا ہے۔

اللہ جل شانہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انبیاً کی معیت نصیب ہوگی، ان کا درجہ نہیں:

س:...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت کریمہ "ومن یطع اللہ والرسول...... الخ" (النسأ:۶۹) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاً علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں، اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔" اور اس کی تشریح یہ بتلاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نبی، صدیق، شہید اور صالح کا درجہ مل سکتا ہے۔ کیا یہ مطلب اور تشریح درست ہے؟ اگر نہیں تو اس کے صحیح مطلب اور تشریح سے مطلع فرمائیں؟

ج:...... یہ تشریح دو وجہ سے غلط ہے، ایک تو یہ کہ نبوت ایسی چیز نہیں جو انسان کو کسب و محنت اور اطاعت و عبادت سے مل جائے، دوسرے اس لئے کہ اس سے لازم آئے گا کہ اسلام کی چودہ صدیوں میں کسی کو بھی اطاعت کاملہ کی توفیق نہ ہوئی۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کوشاں رہیں گے گو ان کے اعمال کم درجے کے ہوں لیکن ان کو قیامت کے دن انبیاً کرام، صدیقین، شہداء اور مقبولانِ الٰہی کی معیت نصیب ہوگی۔

ولی اور نبی میں کیا فرق ہے؟

س:...... انبیاً علیہم السلام اور اولیأ عظام رحمہم اللہ میں سب سے بڑا فرق کیا ہے؟

ج:...... "نبی" براہ راست خدا تعالیٰ سے احکام لیتا ہے، اور "ولی" اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہوتا ہے۔

کوئی ولی، غوث، قطب، مجدد کسی نبیؑ یا صحابیؓ کے برابر نہیں:

س:...... مجدد، ولی، قطب، غوث، کوئی بڑا صاحب تقویٰ، عالم دین، امام وغیرہ ان سب میں سے کس کے درجہ کو نبیوں اور پیغمبروں کے درجہ کے برابر کہا جا سکتا ہے؟

ج:...... کوئی ولی، غوث، قطب، امام، مجدد کسی ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا، نبیوں کی تو بڑی شان ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۴ شمارہ: ۳۶ ۱۹ تا ۲۵ / شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰ / ستمبر ۲۰۰۵ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: احتشام حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و ترئین: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد	(اداریہ)	4
فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم		6
حسن ادب اور اس کی ضرورت	(مولانا حبیب الرحمن اعظمی)	12
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	(حافظ محمد امین)	16
ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان	(محمد متین خالد)	18
تھائی لینڈ کے مسلمانوں پر کیا گزری؟	(مفتی عبداللطیف معتصم)	21
دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟	(مولانا حبیب الرحمن عثمانی)	23
اخبار عالم پر ایک نظر		25

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 یا اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۹‘۳۰/ستمبر ۲۰۰۵ء

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد

۲۹‘۳۰/ستمبر بروز جمعرات وجمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چوبیسویں سالانہ دوروزہ ختم نبوت کانفرنس تاریخی شہر چناب نگر کی مسلم کالونی میں واقع عظیم الشان وسیع وعریض مسجد ابوبکر صدیقؓ میں منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ فرمائیں گے۔ اس کانفرنس کی مختلف نشستوں سے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن‘ جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ فاتح ربوہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا‘ مرکزی ناظم نشریات مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا غلام مصطفیٰ‘ مولانا بشیر احمد‘ مولانا احمد میاں حمادی‘ مولانا حفیظ الرحمٰن‘ مولانا نورالحق نورؔ صاحبزادہ عزیز احمد‘ صاحبزادہ خلیل احمد‘ صاحبزادہ سعید احمد‘ حافظ محمد یوسف عثمانی‘ مولانا عبدالغفور حقانی‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا ابوطلحہ راشد مدنی‘ مولانا عبداللہ بھکر اور دیگر علماء کرام کے خطاب متوقع ہیں۔ کانفرنس کے اہم موضوعات میں عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ‘ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اس سے بچنے کی تلقین کرنا‘ قادیانی جماعت کی جانب سے اسلام‘ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کے سدباب کے لئے تجاویز‘ قادیانیوں کی جانب سے ’’خاتم النبیین‘‘ کی غلط تشریح کا جواب‘ عقیدۂ حیات ونزول مسیح علیہ السلام‘ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری‘ جھوٹے مدعیان مہدویت کے بارے میں امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنا‘ مسلمانوں کو سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا شامل ہیں۔

آیئے ذرا اس کانفرنس کی تاریخی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ عام طور پر ہم جب جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ یہ ایسے وقت میں سر اٹھاتے ہیں جب مسلمانوں میں اضطراب ہو اور وہ مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اس اضطراب کو انتشار میں بدل کر یہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم گزشتہ صدی کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی یہی صورت نظر آتی ہے کہ مسلمان برصغیر میں اپنی طویل غلامی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں‘ ہزاروں علماء کرام تختہ دار پر اس طرح لٹکائے گئے کہ خود برطانوی سامراج کے باضمیر دانشور اس ظلم پر چلا اٹھے مگر ان مظالم میں کمی نہ آئی۔ ایسے وقت میں علمائے کرام اور اکابر امت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر کے شاملی کے میدان میں مجاہدین کو اتارا‘ جس میں ابتدائی طور پر ظاہری شکست ہوئی مگر تحریک آزادی کی روح مسلمانوں کے دلوں میں پھوٹ اٹھی۔ اس تحریک کو کچلنے کے لئے عسکری قوت کے ساتھ انگریزی حکومت نے پادریوں کے غول کے غول برصغیر میں بھیج دیئے‘ جس کو علماء حق نے ناکام بنادیا۔ اس راستہ سے مایوس ہو کر انگریز مفکروں نے جھوٹے مدعی نبوت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں اندرونی انتشار کو ہوا دینے اور ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مناظر اسلام کے طور پر مشہور کر کے مسلمانوں کے ایک حلقے کی ہمدردی اور عقیدت کا محور بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ملہم من اللہ‘ مجدد‘ اور پھر مسیح موعود اور آخر کار جھوٹے مدعی نبوت کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کردیا۔ علماء لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں جہنم میں رسید ہوا تو اپنے پیچھے پیروکاروں کی ایک جماعت کو چھوڑ گیا جس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین تھا‘ اس کے بعد

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ بنا اس نے جھوٹ کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مہم بہت تیزی کے ساتھ شروع کی۔ انگریز حکومت کی سرپرستی نے ان کو بہت زیادہ جری بنا دیا اور وہ قادیان کے علاوہ کشمیر اور دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے' ایسی صورت میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ تشویش ہوئی اور انہوں نے لاہور میں پانچ سو علماء کرام کو جمع کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو "امیر شریعت" کا خطاب دے کر خود بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور علماء سے بھی بیعت کرائی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فوری طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ قادیانیوں نے انگریز حکومت کے ذریعہ ان علماء کرام پر جیلوں کے دروازے کھول دیئے' مقدمات کی بھرمار ہو گئی لیکن علماء کرام قربانیوں کے سلسلے کو دراز کرتے ہوئے اپنے مشن میں مصروف رہے اور ۱۹۳۱ء میں قادیان میں باقاعدہ کانفرنس کی اجازت نہ ملنے کے بعد قادیان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ ۱۹۳۲ء میں دوبارہ اسی جگہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک اسی طرح جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ظفر اللہ قادیانی کی کوششوں سے قادیانیوں نے چنیوٹ سے متصل دریا کے پار ایک بہت بڑا قطعہ اراضی خرید کر اسے ربوہ کا نام دیا اور قادیانیوں کو وہاں بسانا شروع کر دیا۔ یہاں پر انہوں نے سالانہ جلسہ شروع کر کے اس جلسے کو حج کا نام دیا جس میں ہر جگہ سے قادیانی جمع ہوتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں عمل لایا گیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے ایام میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد شروع کر دیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے' ظفر اللہ قادیانی کو برطرف کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبہ کے ساتھ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا' ایک لاکھ سے زائد علماء کرام اور جاں نثاران ختم نبوت جیلوں میں ٹھونسے گئے' حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگایا اور تحریک کو دبانے کی بھرپور کوشش کی' بالآخر ظفر اللہ قادیانی برطرف ہوا۔ دیگر مطالبات التوا میں ڈال دیئے گئے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر وہ اندوہناک سانحہ پیش آیا جو بالآخر قومی اسمبلی کی جانب سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے پر منتج ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے حوالے سے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں پھر تحریک چلی جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا اور قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس پر پابندی عائد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی اجازت مل چکی تھی اس لئے ختم نبوت کانفرنس باقاعدگی کے ساتھ قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں منعقد ہونے لگی۔ اس طرح یہ کانفرنس ۱۹۳۱ء میں قادیان کے مضافات میں منعقد ہونے والی کانفرنس کا تسلسل ہے۔ اس کانفرنس میں امسال بھی پاکستان بھر کے مختلف شہروں سے ہزاروں کی تعداد میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین اور ناموس رسالتؐ کے پاسبان شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی لازوال محبت اور دلی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

ضروری اعلان

جلد کی تبدیلی کے بعد ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ : خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (معارف الحدیث بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو ''لا الہ الا اللہ'' کا قائل ہونا' یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (معارف الحدیث بخاری و مسلم)

ایمان اور اسلام کا خلاصہ:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین نام ہے ''خلوص اور وفاداری کا'' ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ' اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ ان کے عوام کے ساتھ۔ (معارف الحدیث مسلم)

ایمان کا آخری درجہ:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تم میں سے کوئی بُری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی سے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ (مسلم' معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ سے محبت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اسی کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گی:

۱:......ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوائے سے زیادہ محبوب ہوں' یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو۔

۲:......ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے ہو' (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو' محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)۔

۳:......اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچا لیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو' خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے' جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے' روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (حیوۃ المسلمین)

اذان جبرئیل علیہ السلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام ہندوستان میں نازل ہوئے (مگر تنہائی کی وجہ سے) ان کو وحشت ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان پڑھی اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ اشہدان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ آدم علیہ السلام نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انبیاء میں سے آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عساکر نے کنزالعمال)

نہ کھیتی نہ دودھ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کے لے جانے کا حکم دیا گیا تو آپ کو بُراق پر سوار کیا گیا' پس جب بُراق کسی عمدہ شیریں اور نرم نرم زمین پر سے گزرتا تھا تو ابراہیم علیہ السلام فرماتے کہ یہاں اتر جاؤ مگر جبرئیل علیہ السلام انکار کرتے تھے' یہاں تک کہ مکہ کی سرزمین پر گزر ہوا تو جبرئیل امین ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام یہاں اتر جاؤ' ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ عجیب بات ہے یہاں اتارتے ہو جہاں نہ کوئی

کھیتی کا سامان ہے نہ دودھ کا جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں اسی جگہ آپ کے صاحبزادے کی ذریت سے ایسی پیدا ہوں گے، جن کے ذریعہ کلمۂ علیا تمام (مکمل) ہوگا۔ (خصائص کبریٰ)

مکمل قصر نبوت:

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رُسل ختم کر دیے گئے۔ (کنز عن ابی عساکر)

توحید رسالت:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس پر نور سے یہ کلمہ لکھا (قلم کا طول اتنا تھا جتنا مغرب سے مشرق کا فاصلہ) البتہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، انہی کی وجہ سے اطاعت نہ کرنے پر مواخذہ کروں گا اور انہی کی وجہ سے (اطاعت کرنے پر) عطا کروں گا، ان کی امت تمام امتوں پر افضل ہے اور پھر ساری امت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں، روایت کیا اس کو رافعی نے۔ (کنز العمال)

خاتم النبیین:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدمؑ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے۔ (کذا فی المشکوٰۃ)

نیز یہ حدیث کنز العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔

حجۃ الوداع:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جبکہ آدمؑ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے مسند میں روایت کیا ہے۔ (کذا فی المشکوٰۃ)

نیز یہ حدیث کنز العمال میں بھی بحوالہ ابن سعد روایت کی گئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ام الکتاب میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ (کذا فی الکنز)

فرمان باری تعالیٰ:

ابن عساکر نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدم علیہ السلام کو صفی اللہ ہونے کا تمغۂ امتیاز دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سب سے بڑھا دی ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو۔ (خصائص کبریٰ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت حسنؓ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا۔ روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔ (کنز العمال، خصائص کبریٰ)

رسالت، نبوت منقطع:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی، میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ مجھے اس امت (یعنی امت محمدیہ) کا نبی بنا دے تو ارشاد ہوا کہ اس امت کا نبی خود انہیں میں سے ہوگا (آپ نہیں ہو سکتے) پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے اس نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت بنا دیا جائے تو ارشاد ہوا کہ آپ ان سے پہلے آئے ہیں اور وہ بعد میں تشریف لائیں گے (اس لئے امت بھی نہیں ہو سکتے) البتہ دار جلال میں ہم آپ دونوں کو جمع کر دیں گے۔ (کذا فی الخصائص)

فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے، دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے)، تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک

آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی' اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت بھی جاتی تھی) چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی (بخلاف امم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں ہی میں ہو سکتی تھی) اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا) پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف انبیاء سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے) اور چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے فضائل میں)۔

مخلوق کا اجتماع:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تمام مخلوق جمع ہو کر آئیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں کہ اللہ نے آپ سے نبوت کو شروع فرمایا اور آپ ہی پر ختم کیا' اور آپ کی سب اگلی پچھلی لغزشیں معاف کیں (آپ ہی ہماری سفارش کیجئے) روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے (فتح الباری)

الواح تورات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اس کو پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا' اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں الواح تورات میں ایک ایسی امت پاتا ہوں (جو دنیا میں) سب سے آخری امت ہے اور (قیامت میں) سب سے پہلے ہیں' ان کو میری امت بنادے۔ (دلائل نبوت)

شب معراج:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب معراج میں مجھ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ آج کی رات اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں' اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت آخری امت ہے' اور سب سے زیادہ ضعیف ہے' اس لئے اگر آپ کچھ کر سکتے ہیں تو اپنی امت کے لئے سہولت کے بارے میں کوشش کیجئے۔

قیامت:

دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیٹ چاک کیا' اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے' کان سننے والے ہیں اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں' یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں' اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی قیامت قائم ہوجائے گی۔ (خصائص کبریٰ)

حشر و نشر:

حضرت یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس ایک فرشتہ ایک سونے کا طباق لایا' پھر میرے پیٹ کو چاک کر کے اس میں سے ایک لوتھڑا نکالا پھر اس کو دھویا اور اس پر کوئی چیز چھڑکی' پھر کہا کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں' اللہ کے رسول جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد ہی حشر و نشر ہوجائے گا۔ (ابو نعیم)

ستر امتیں:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ حکیم رضی اللہ عنہ سے اور وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز ستر امتیں کامل ہوں گی' ہم ان سب سے آخر اور سب سے بہتر ہوں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

چہرہ مبارک کا تغیر:

حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بنی قریظہ میں سے اپنے ایک بھائی کے پاس گزرا' اس نے تورات سے کچھ جامع کلمات لکھ کر مجھے دیئے ہیں تا کہ وہ آپ کے سامنے پیش کروں' یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک بدل گیا اور فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے' اگر خود موسیٰ علیہ السلام بھی تمہارے اندر آجائیں اور تم اس وقت ان کی اتباع کرنے لگو تو تم گمراہ ہوجاؤ کیونکہ تم تمام امتوں سے صرف میرا حصہ ہو' اور تمام انبیاء میں سے صرف میں تمہارا حصہ ہوں۔ اس کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے (در منثور) نیز اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ (کنز الاعمال)

قاب قوسین:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ میں جب مجھے آسمان پر لے گئے تو مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ قاب قوسین (یعنی دو کمانوں کی مقدار) کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم ہو'

اور آواز دی: اے میرے محبوب اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخر النبیین کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں! پھر ارشاد ہوا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری امت کو آخر الامم بنادیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں! اے میرے رب ایسا نہیں! پھر فرمایا کہ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخر الامم کر دیا۔ روایت کیا اس کو خطیب اور دیلمی نے۔ (کنز العمال)

آخری امت:

حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ طبرانی اور بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔

ساری امت سے افضل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت کے نبی کے بعد ساری امت سے افضل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن عساکر نے۔ (کنز العمال)

مبشرات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اچھے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔ اس روایت کو کنز العمال میں بحوالہ مسند احمد اور خطیب نقل کیا ہے۔

مسجد خاتم مساجد الانبیاء:

نیز عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت فرماتی ہیں: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔ نقل کیا اس کو کنز العمال نے بحوالہ دیلمی اور ابن نجار اور بزار۔

تیس جھوٹے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ایمان نہیں تو جہنم:

صحیح حدیث میں ہے کہ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں سے جو بھی مجھے سنے خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی ہو پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جہنم میں جائے گا۔

رسولوں کا قائد:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں کرتا اور میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں اور فخر نہیں کرتا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں میری شفاعت قبول ہوگی اور فخر نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک کذاب:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے بارے میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا تھا اس وقت تک لوگوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص جس کے بارے میں تم رائے زنی کر رہے ہو وہ تیس کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو دجال اکبر سے پہلے نکلیں گے۔ (آثار للطحاوی)

اچھے خواب:

حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبوت چلی گئی میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں رہا۔ عرض کیا گیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ ارشاد ہوا کہ اچھے خواب جو انسان خود دیکھتا ہے یا اس کے واسطے کوئی اور دیکھے۔ اس کو احمد نے مسند میں اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

نبی امی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے (اور اس طرح تقریر فرمانے لگے) جیسے کوئی رخصت ہونے والا کرتا ہے پس تین مرتبہ مکرر فرمایا کہ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور (اسی حدیث کے آخر میں فرمایا کہ) جب تک میں تمہارے اندر موجود ہوں اس وقت تک میرے احکام سنتے اور ان کا اتباع کرتے رہو اور جب مجھے دنیا سے لے لیا جائے تو تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑو اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔ روایت کیا اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے کذا فی الدر منثور کذا فی ابن کثیر۔

مہر نبوت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین ہیں۔ (ترمذی)

نبوت ختم:

حضرت ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ نبوت ختم ہوگئی صرف مبشرات باقی رہ گئے۔ اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام احمد نے مسند میں اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اس کو روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (کنزالعمال)

سخت درد سے شفا:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کردیا اور خود نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوگئے اور آپؐ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا پھر فرمایا کہ اے علی اٹھو شفایاب ہوگئے اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعا کروگے میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اس کے سوا کہ مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کرسکتا) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ایسا تندرست ہوکر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں۔ روایت کیا اس کو ابن جریر نے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے نیز روایت کیا ابن شاہین نے سنت میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں۔ (کنزالعمال)

شفاعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت ہے کہ کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز شفاعت کے لئے عرض کریں گے تو وہ کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے جلد اول میں۔

کفر کو مٹانے والا:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور ماحی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے)

قیامت:

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہوں اور جہاد کا رسول ہوں اور سب سے آخری رسول ہوں جس کے بعد حشر و قیامت ہوگی مجھے جہاد کے لئے بھیجا گیا ہے زراعت کے لئے نہیں۔

انبیاء اور رسول:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہیں اور رسول تین سو پندرہ جن میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ یہ حدیث اسحق بن راہویہ ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ نے روایت کی ہے اور ابن حبان اور ابن حجر نے اس کو صحیح فرمایا ہے۔

ساری امت سے افضل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تو میں نے دریافت کیا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور وہی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپ کی امت کے خلیفہ ہوں گے اور وہ آپؐ کے بعد ساری امت سے افضل ہیں۔ (کنزالعمال)

تمام انسانوں سے بہتر:

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انبیاء کے سوا تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عدی نے کامل میں۔ (کنزالعمال)

منکر ونکیر کو جواب:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (منکر ونکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں منکر نکیر یہ سن کر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔ (درمنثور)

آخری امت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سب سے آخری امت ہیں اور قیامت میں سب سے پہلے ہمارا

حساب ہوگا' پکارا جائے گا کہ کہاں ہے امت اُمیہ اور اس کے نبی؟ اس لئے ہم ایک حیثیت سے سب سے اول بھی ہیں اور سب سے آخر بھی۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے)۔

قربِ قیامت:

ابو حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے ہیں اور آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر ارشاد فرمایا۔

امرِ منتظر:

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک امر منتظر کے لئے چھانٹ لیا ہے' اور مجھے انتخاب فرمایا ہے' پس ہم قیامت کے روز آخرین ہوں گے اور ہم ہی سابقین ہوں گے روایت کیا اس کو دارمی نے۔ (کنز العمال)

اتباع:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان دو شخصوں کا اتباع کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور امام احمد نے اپنی مسند احمد میں۔ (کنز العمال)

پیاسی امتیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ساری امتیں پیاسی آئیں گی مگر جو شخص ابوبکر و عمر' عثمان' علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت رکھتا ہوگا وہ پیاسا نہ ہوگا۔ روایت کیا اس کو امام رافعی نے۔ (کنز العمال)

جھوٹے دجال:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہو چکیں کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو' حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تقریباً تیس دجال کاذب دنیا میں نہ آئیں' جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ اور امام احمدؒ نے۔

لعنت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چنا' پھر ان میں سے بعض کو میرے وزیر' معاون اور بعض کو سسرالی رشتہ دار تو جو ان کو برا بھلا کہے' اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔" (طبرانی' حاکم)

☆☆..........☆☆

اقوالِ زریں

زبان اگرچہ تلوار نہیں..........مگر تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

بات اگرچہ تیر نہیں..........مگر تیر سے زیادہ زخمی کرتی ہے۔

غصہ اگرچہ شیر نہیں..........مگر شیر سے زیادہ خوفناک ہے۔

نشہ اگرچہ سانپ نہیں..........مگر سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔

گناہ اگرچہ زہر نہیں..........مگر زہر سے زیادہ مہلک ہے۔

قادیانی غیر مسلم "اسلم" کے نام پر "اسلم پور" رکھنے کا فیصلہ منسوخ کیا جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ اور وزیر بلدیات پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے گاؤں اونچی کھرولیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں نئی یونین کونسل کا نام قادیانی غیر مسلم "اسلم" کے نام پر "اسلم پور" رکھنے کا فیصلہ منسوخ کیا جائے اور قادیانیوں کے دو گھروں کی خاطر اونچی کھرولیاں کا نام تبدیل کر کے غیر مسلم اسلم کے نام پر اسلم پور رکھنے کا نوٹیفکیشن منسوخ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نوٹیفکیشن پر عمل درآمد روک دیا گیا تھا' مگر نوٹیفکیشن منسوخ نہیں ہوا۔ اب حکومت پنجاب نے ایک قادیانی غیر مسلم کو خوش کرنے کے لئے نئی یونین کونسل بنائی ہے جس کا نام اونچی کھرولیاں کی بجائے اسلم پور رکھا گیا ہے۔

بقیہ تھائی مسلمانوں پر کیا گزری؟

دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھتی ہیں اور پھر خوف و ہراس اور بدامنی کی فضا قائم ہوتی ہے جو فسادات اور حادثات کا سبب بنتی ہے۔

بہرحال ۲۸/ اپریل ۲۰۰۴ء تھائی مسلمانوں کے لئے ایک قیامت سے کم نہ تھا' تاہم قانون فطرت میں دیر ہے اندھیر نہیں' چنانچہ جنوبی ایشیا کے حالیہ طوفان و زلزلے کے نتیجے میں لاکھوں افراد مارے گئے' ہزاروں بے گھر ہو گئے' مرنے والوں میں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان ہوگا ورنہ سارے غیر مسلم ہیں' جن میں ہزاروں کی تعداد تھائی لینڈ کے بدھ متوں کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نئے سال کے آغاز پر ان مظلوم مسلمانوں کا ایسا زبردست انتقام لیا کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور یقیناً:

"تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ"

☆☆..........☆☆

حسنِ ادب اور اُس کی اہمیت

محدث کبیر امام ابو زرعہؒ نہ کسی کے لئے کھڑے ہوتے نہ کسی کو اپنی مسند پر بٹھاتے تھے' مگر محدث ابن وارہؒ کے لئے یہ دونوں کام کرتے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک امیر المومنینؒ جب حج کو گئے تو اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر عطاء ابن ابی رباحؒ کی خدمت میں مسائل پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت عطاءؒ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ سلیمان بیٹھے انتظار کرتے رہے' جب عطاءؒ فارغ ہوئے تو انہوں نے سلیمانؒ کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ سلیمان اسی طرح مناسک حج پوچھتے رہے جب پوچھ چکے تو اپنے بیٹوں سے کہا اٹھو چلو' پھر کہا بیٹو! علم حاصل کرنے میں سستی نہ کرو' میں اس حبشی غلام کے سامنے اپنے ذلیل ہونے کو نہیں بھول سکتا۔ (صفوۃ الصفوۃ)

سعید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ جلالت و عظمت میں علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ ابن داب انساب و اخبار کے حافظ تھے اور خلیفہ ہادی کے ندیم' مگر اس کے ساتھ یا اس کے سامنے کھانا نہیں کھاتے تھے' سبب پوچھا گیا تو کہا کہ میں ایسی جگہ کھانا نہیں کھاتا جہاں ہاتھ نہ دھوسکوں۔ خلفاء و ملوک کے سامنے ہاتھ دھونا دربار کے آداب کے خلاف تھا' ہادی کو معلوم ہوا تو اس نے ان کو اپنے سامنے ہاتھ دھونے کی اجازت دی' چنانچہ اور سب لوگ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد باہر جاکر ہاتھ دھوتے تھے اور ابن داب ہادی کے سامنے ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ (معجم الادباء)

حاکم خراسان عبداللہ بن طاہر کے صاحبزادے طاہر اپنے باپ کی زندگی میں حج کو آئے تو اسحاق بن ابراہیم نے اپنے گھر پر علمائے کرام کو مدعو کیا تاکہ طاہر ان سے مل لے اور ان سے کچھ پڑھے۔ اس دعوت کو اور سب لوگوں نے

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

قبول کیا اور ہر قسم کے اہل علم شریک مجلس ہوئے مگر ابو عبید رحمہ اللہ نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ "العلم یقصد" یعنی علم کے پاس خود آنا چاہئے۔ اسحاق اس جواب پر خفا ہوگیا اور عبداللہ بن طاہر کی طرف سے ابو عبیدؒ کو دو ہزار درہم ماہانہ وظیفہ ملتا تھا' اس کو بند کردیا اور ابو عبیدؒ کے جواب کی اطلاع ابن طاہر کے پاس بھیج دی۔ ابن طاہر کو جب یہ اطلاع پہنچی تو اس نے اسحاق کو لکھ بھیجا کہ ابو عبیدؒ نے بالکل سچی بات کہی ہے اور آج سے میں ان کا وظیفہ دو چند کرتا ہوں' تم اس پر عمل کرو اور ان کا بقایا ادا کرو۔ (معجم الادباء)

تذکرۃ السامع کی ایک فصل کا خلاصہ:

قاضی القضاۃ امام بدرالدین بن جماعۃ نے تعلیم و تعلم کے آداب اور استاد و شاگرد کے باہمی برتاؤ کے باب میں ایک نہایت جامع اور نفیس کتاب لکھی ہے۔ اس کے تیسرے باب کی (دوسری فصل کا عنوان یہ ہے: دوسری فصل استاذ و مقتداء کے ساتھ ادب اور اس احترام عظیم کے بیان میں جو شاگرد پر واجب ہے)۔ یہاں پر ہم اس فصل کے مضامین کا خلاصہ پیش کرنا چاہتے ہیں:

ا:...... لازم ہے کہ شاگرد اپنے جملہ امور میں اپنے استاد کا مطیع و منقاد رہے' اس کی رائے و تدبیر سے باہر نہ ہو' جس طرح بیمار حکیم حاذق کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسی طرح اپنے کو اس کے ہاتھ میں دیدے' جس بات کا قصد کرے اس میں مشورہ کرے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے' اس کے احترام میں مبالغہ اور اس کی خدمت کو قرب خداوندی کا موجب جانے اور یقین کرے کہ استاد کے سامنے ذلیل ہونا عزت ہے' اس کے لئے جھکنا فخر ہے اور اس کے لئے تواضع سربلندی۔ امام شافعیؒ کو کسی نے ملامت کی کہ علماء کے لئے اس قدر کیوں تواضع کرتے ہیں؟ تو فرمایا:

اھین لھم نفسی فھم یکرمونھا

ولن تکرم النفس التی لا تهینها

یعنی میں اپنے کو ان کے آگے ذلیل کرتا ہوں تو وہ میری عزت افزائی کرتے ہیں اور جس نفس کو تو ذلیل نہ کرے اس کی عزت نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابن عباسؓ نے باوجود اپنی بزرگی و مرتبہ کے (کہ خاندان نبوت میں سے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی) حضرت زید بن ثابتؓ انصاری کی رکاب اپنے ہاتھ سے تھامی اور فرمایا کہ ہم کو اپنے علماء کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے کا حکم ملا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (باوجود اپنی دینی و علمی عظمت و امامت کے) جب خلف احمر لغویؒ کی مجلس میں جاتے تو فرماتے کہ میں آپ کے سامنے ہی بیٹھوں گا (یعنی شاگردوں کی طرح بیٹھوں گا' برابر نہیں بیٹھ سکتا) ہم کو یہی حکم ہے کہ جس سے علم سیکھیں اس کے لئے تواضع کریں۔

۲:......اپنے استاذ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھے اور اس کے کمال کا پختہ اعتقاد رکھے۔ سلف میں بعض حضرات یہ دعا کرتے تھے کہ خداوندا! میرے استاذ کا عیب مجھ پر ظاہر نہ ہو کہ اس سے بے اعتقادی پیدا ہو کر میرے پاس سے اس کے علم کی برکت جاتی رہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کے سامنے ورق بھی بہت آہستہ الٹتا تھا کہ اس کی آواز ان کو سنائی نہ دے۔ امام ربیعؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ کی نظر کے سامنے مجھ کو کبھی پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

خلیفہ مہدی کا کوئی لڑکا قاضی شریکؒ کے پاس آیا اور دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا' پھر اس نے ایک حدیث پوچھی' شریکؒ نے کچھ توجہ نہیں کی' اس نے پھر پوچھا' انہوں نے پھر توجہ نہیں کی' تب اس نے کہا: آپ خلفاء کی اولاد (شہزادوں) کی بے حرمتی کرتے ہیں؟ شریکؒ نے فرمایا کہ ہاں مگر علم اللہ کے نزدیک اس سے کہیں برتر ہے کہ میں اس کو برباد کروں۔

اپنے استاذ کو دور سے نہ پکارے اور یا سیدی' یا استاذی اور ایہا العالم' ایہا الحافظ کہہ کر پکارے' عربی میں جمع کا صیغہ ماتقولون اور ما رأیکم اختیار کرے۔ اس کی غیوبت میں بھی تعظیمی القاب کے ساتھ اس کا ذکر کرے تنہا نام نہ لے۔

۳:......اس کا حق پہچانے اور کبھی اس کا احسان نہ بھولے' امام شعبہؒ کا ارشاد ہے کہ میں ایک حدیث بھی کسی سے سن لیتا ہوں تو زندگی بھر کے لئے اس کا غلام بن جاتا ہوں۔ تعظیم استاد میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی اس کی غیبت کرے تو تم تردید کرو اور استاذ کی حمایت کرو اور اگر یہ نہ کر سکو تو اس مجلس سے اٹھ جاؤ۔

شاگرد کو چاہئے کہ استاد کی زندگی بھر استاد کے لئے دعا کرے اور مرنے کے بعد اس کی اولاد اور رشتہ داروں اور اس کے دوستوں کا لحاظ کرے اور بالقصد اس کی قبر کی زیارت' اس کے لئے استغفار اور اس کی طرف سے صدقہ کرے اور اس کے چال ڈھال کی پیروی کرے' علم و دین میں اس کی عادات کا لحاظ اور خواہ عبادت ہو یا عادت ہر ایک میں اس کے حرکات و سکنات کی اقتدا کرے۔

جس طرح سے امام ابوداؤدؒ امام احمد رحمہم اللہ کے اور وہ وکیعؒ کے اور وہ سفیانؒ کے اور وہ منصورؒ کے اور وہ ابراہیم نخعیؒ کے اور وہ علقمہؒ کے اور وہ حضرت ابن مسعودؓ کے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے نشست و برخاست میں رفتار و گفتار میں۔

۴:......استاد سے سخت مزاجی یا بدخلقی بھی صادر ہو تو صبر کرے' اور اس کی وجہ سے اس کے پاس آنے جانے میں یا عقیدت میں فرق نہ پڑنے پائے۔ لازم ہے کہ اس کے فعل کی کوئی عمدہ تاویل کرے اور اس سختی و بدمزاجی کے موقع پر اپنے ہی کو قصوروار قرار دے اور معذرت میں سبقت کرے اور اپنی حرکت سے توبہ و استغفار کرنا ظاہر کرے' اسی میں شاگرد کی دنیا و آخرت کا نفع ہے۔ امام معافی بن عمرانؒ نے فرمایا کہ جو عالم پر خفا ہوتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو جامع مسجد کے کھمبوں پر خفا ہو۔

ابن عیینہؒ سے کسی نے کہا کہ یہ طالب علم لوگ اتنی دور دور سے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ ان پر خفا ہوتے ہیں' کہیں وہ آپ کو چھوڑ کر چل نہ دیں؟ ابن عیینہؒ نے کہا وہ تمہارے ہی جیسے احمق ہوں گے اگر میری بدخلقی کی وجہ سے اپنے نفع کی چیز چھوڑ دیں۔

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ انسان پر عالم کی مدارات واجب ہے یعنی اس کی تندی و سختی کو اپنی نرمی سے دفع کرنا۔

۵:......استاد کوئی اچھی بات بتائے یا کسی بری بات پر تنبیہ کرے تو اس کی شکرگزاری ضروری ہے اور جب وہ کوئی نکتہ بتائے تو تمہیں اگر پہلے سے وہ معلوم ہے جب بھی یہ ظاہر نہ کرو کہ یہ تو مجھ کو پہلے سے معلوم ہے۔

۶:......استاد کے دروازہ پر ادب کے ساتھ

آہستہ دستک دے' پہلے ناخنوں سے دستک دے' نہ کام چلے تو انگلیوں سے' ہاں اگر دور رہتا ہو تو بقدر ضرورت دستک کی آواز بڑھا سکتا ہے۔ استاد کے پاس گیا اور وہاں کچھ لوگ اس سے بات کر رہے ہوں اور اس کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو یہ جلدی سے اٹھ کر چلا آئے الا یہ کہ استاد خود مزید ٹھہرنے کے لئے کہے۔ استاد سو رہا ہے تو اس کو جگائے نہیں بلکہ انتظار کرے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت زیدؓ کے دروازہ پر بیٹھے ان کا انتظار کرتے رہتے تھے' لوگ کہتے کہ جگا دیا جائے تو فرماتے کہ نہیں' حالانکہ کبھی کبھی دیر تک انتظار کرنے کی وجہ سے دھوپ کی تکلیف برداشت کرنا پڑتی تھی۔

۷:...... استاد کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھے جس سے تواضع وخضوع اور سکون وخشوع مترشح ہوتا ہو' اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو' بلا ضرورت دائیں بائیں اوپر نیچے نہ دیکھے' کوئی شور سن کر مضطرب نہ ہو جائے۔ استاد کے پاس بیٹھا ہوا آستین نہ چڑھائے' ہاتھ پیر سے نہ کھیلے' داڑھی اور منہ پر ہاتھ نہ رکھے' ناک نہ کریدے' دانتوں پر ناخن سے نہ مارے' زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے' اس پر لکیر نہ بنائے' انگلی نہ چٹخائے' گھنڈی یا بٹن سے نہ کھیلے' اس کے سامنے کسی چیز سے ٹیک نہ لگائے' کسی چیز پر ہاتھ ٹیک کے نہ بیٹھے' ہاتھ پر ٹیک لگائے پیچھے کو جھکا ہوا نہ رہے' اس کی طرف پیٹھ یا پہلو نہ کرے' زیادہ بات نہ کرے' بے ضرورت کھنکھارے نہیں' نہ تھوکے' نہ بلغم نکالے' چھینکے تو منہ چھپا کے بہت آہستہ سے۔

طلبہ کو حضرت علیؓ کی نصیحتیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حقوق علم کے باب میں جو نصیحتیں کی ہیں' ان میں ایک یہ ہے کہ عالم کو کوئی کام پیش آئے تو تم اس کا کام کرنے کے لئے سب سے آگے بڑھو' اس کی مجلس میں آہستہ آہستہ بات کرو' خدا کے واسطے اس کی توقیر کرو' اس سے لغزش ہو جائے تو اس کی معذرت قبول کرو۔

دوسرے بزرگوں نے فرمایا کہ استاد کے پہلو میں نہ بیٹھو' وہ کہے تب بھی نہ بیٹھو مگر جب جانو کہ نہ بیٹھنے سے اس کو صدمہ ہوگا تب مضائقہ نہیں ہے۔

۸:...... اس کے ساتھ بڑے ادب سے گفتگو کرے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے (کیوں) نہ کہے' اسی طرح (ہم نہیں مانتے) یا (اس کو کس نے نقل کیا ہے) یا (یہ کہاں لکھا ہے) یہ الفاظ نہ بولے۔

بعض سلف نے فرمایا کہ جو اپنے استاد سے یعنی یہ کیوں؟ کہے وہ کبھی فلاح نہ پائے گا۔ استاد سے بات کرنے میں اس کا خیال رکھے کہ اس طرح کے الفاظ نہ آنے پائیں سمجھا؟ ہے نا؟ وغیرہ۔

۹:...... جو بات تم کو معلوم ہے اس کو بھی استاد کی زبان سے اس طرح سنو جیسے تمہیں معلوم نہ تھی اور اس کی طلب تھی اور اس پر خوشی کا اظہار کرو بلکہ اگر اس کو شروع کرنے کے بعد تم سے پوچھے کہ تم کو معلوم ہے تو یوں جواب دو کہ میں حضرت کی زبان سے اس کو سننا چاہتا ہوں یا جناب جو بات فرمادیں گے وہ زیادہ صحیح ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

۱۰:...... استاد کو کوئی خط' درخواست یا استفتا وغیرہ تہہ کیا ہوا نہ دے کہ اس کو کھولنے کی زحمت ہو' اسی طرح کتاب دے تو الٹی نہ دے' کوئی خاص مقام دکھانا ہو تو وہ مقام نکال کر دے اور جگہ بتادے۔ استاد کوئی چیز دیتا ہو تو اس طرح نہ لے کہ خود استاد کو ہاتھ بڑھانا یا کھسکنا پڑے' اسی طرح کوئی چیز اس سے لینے کے لئے کھسک کر نہ جائے بلکہ کھڑے ہو کر اور اپنے پیر یا ہاتھ وغیرہ سے استاد کے کپڑوں کو نہ دبائے' قلم دے تو روشنائی میں ڈبو کر' دوات سامنے رکھے تو کھول کر۔ استاد کے سامنے خود مصلی پر نہ بیٹھے' استاد مجلس سے کھڑا ہو تو فوراً اس کا جوتا پیش کرے یا سیدھا کرے' یا کسی اعانت کا محتاج ہو تو اس اعانت کے لئے شاگردوں کو مبادرت کرنی چاہئے۔

۱۱:...... استاد کے ساتھ رات کو آگے اور دن کو پیچھے چلے' مگر جب کہ اس کے خلاف میں کوئی دوسری مصلحت ہو تو خلاف میں مضائقہ نہیں۔ نامعلوم مقامات میں جیسے کیچڑ کی جگہ' ناپدان' نالی وغیرہ کے پاس خود آگے بڑھ جائے' آگے چلے تو ہر تھوڑی دیر کے بعد مڑ کر استاد کو دیکھ لے' استاد کی رائے غلط بھی ہو تو یہ نہ کہے کہ غلط ہے یا یہ رائے ٹھیک نہیں ہے بلکہ اس طرح کہے کہ مجھ کو یوں کرنے میں مصلحت معلوم ہوتی ہے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم)

الآداب الشرعیہ ۲/۱۸۶ میں ابن الجوزیؒ کے حوالہ سے چند آداب مذکور ہیں۔ از اں جملہ یہ کہ جب محدث کوئی ایسی حدیث بیان کرے جس کو سامع طالب علم پہلے سے جانتا ہے تو اس کو اس میں مداخلت نہ کرنی چاہئے۔ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی بعض نوجوان مجھ سے کوئی حدیث بیان کرتے ہیں اور میں اس کو اس طرح سنتا ہوں جیسے وہ میرے کان میں نہیں پڑی ہے حالانکہ میں اس کو اس نوجوان کی پیدائش سے پہلے سن چکا ہوں۔ ابن

وہبؒ بھی اپنی عادت یہی بیان کرتے تھے۔ حضرت عطاءؒ کی مجلس میں ایک شخص نے ایک حدیث بیان کرنی شروع کی‘ ایک دوسرا شخص بیچ میں دخل دینے لگا تو انہوں نے فرمایا: میں تو بعض آدمیوں کی زبانی ایک حدیث سنتا ہوں اور اس کو بیان کرنے والے سے زیادہ جانتا ہوں پھر بھی اس طرح سنتا ہوں جیسے مجھے کچھ نہیں معلوم۔ (صفۃ الصفوۃ)

خالد بن صفوانؒ نے کہا جب تمہارے سامنے کوئی آدمی تمہاری سنی ہوئی حدیث یا جانی ہوئی خبر بیان کرے تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں اس کو جانتا ہوں اس میں شرکت نہ کرو مثلاً بیچ میں بول نہ پڑو کہ ایسا کرنا خفیف حرکت اور بے ادبی ہے۔

ازاں جملہ یہ ہے کہ جب طالب علم کو کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو صبر کرے تا آنکہ استاد کی بات ختم ہو‘ اس کے بعد ادب اور نرمی سے پوچھے‘ درمیان میں ان کی بات نہ کاٹے۔ ایک حکیم نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی حسن کلام کی طرح حسن استماع بھی سیکھنے کی ضرورت ہے اور حسن استماع یہ ہے کہ متکلم کو اپنی بات پوری کرنے کی مہلت دو اور اپنا منہ اور نگاہ اس کی طرف متوجہ رکھو اور کوئی بات تمہیں معلوم بھی ہو تو دخل مت دو خاموشی سے سنو۔

ازاں جملہ یہ ہے کہ دوسرے سے کوئی مسئلہ یا بات پوچھی جا رہی ہو تو تم مجیب نہ بن جاؤ۔ حکیم لقمانؒ نے اپنے بیٹے سے کہا: خبردار! دوسرے سے سوال ہو تو تم مجیب نہ بنو۔ ابن بطہؒ کہتے ہیں میں ابوعمر زاہدؒ کی مجلس میں تھا‘ کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا‘ میں نے پیش قدمی کرکے جواب دے دیا‘ تو ابوعمر نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ فضولیات کے ماہر معلوم ہوتے ہیں‘ یہ سن کر میں بہت شرمندہ ہوا۔

اسی کتاب الآداب الشرعیہ میں ہے کہ ابوعبیدؒ فرماتے تھے علم کا شکر یہ بھی ہے کہ تم جب کسی سے علمی مذاکرہ کرو اور اس مذاکرہ سے تم کو نئی معلومات حاصل ہوں تو بعد میں جب کبھی ان معلومات کا ذکر آجائے تو تم کو صاف صاف کہنا چاہئے کہ مجھے ان کی نسبت کچھ معلوم نہ تھا‘ تا آنکہ فلاں سے مذاکرہ ہوا تو اس نے مجھے یہ بتایا‘ ایسا کرو گے تو علم کا شکریہ ادا ہوگا‘ اس طرح بیان نہ کرو کہ گویا تم اپنی طرف سے یہ تحقیق بیان کر رہے ہو۔

اسی کتاب میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ اس علم کو کوئی حکومت اور عزت نفس سے حاصل کرکے فلاح نہ پائے گا‘ ہاں جو اس کو ذلت نفس اور عسرت برداشت کرکے اور علم کی خدمت اور تواضع کرکے حاصل کرے وہ فلاح پائے گا۔

اصمعیؒ سے منقول ہے کہ جو آدمی شاگردی کی ذلت تھوڑی دیر برداشت نہ کرے وہ جہالت کی ذلت میں عمر بھر گرفتار رہے گا۔ ابن المعتزؒ نے کہا کہ جو طالب متواضع ہوگا اسی کو زیادہ علم حاصل ہوگا‘ جس طرح پست جگہ میں زیادہ پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ حضرت زین العابدینؒ مسجد میں آتے تو انبوہ میں گھس کر زید بن اسلمؒ (حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام) کے حلقہ میں جا بیٹھتے‘ کسی نے ٹوکا تو فرمایا کہ علم کی شان یہی ہے اس کے پاس آیا جائے اور طلب کیا جائے جہاں کہیں بھی ہو۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام اعمشؒ کسی طالب علم پر خشمناک ہوگئے‘ دوسرے طالب علم نے کہا: مجھ پر اس طرح خفا ہوتے تو میں ان کے پاس بھی نہ آتا‘ یہ سن کر امام اعمشؒ نے فرمایا کہ تمہاری طرح وہ بھی احمق ہے کہ میری کج خلقی کی وجہ سے اپنے نفع کی چیز چھوڑ بیٹھے۔

علامہ ابن الجوزیؒ نے فرمایا کہ اپنے سے زیادہ عمر یا علم والے کی موجودگی میں تحدیث نعمت نہ کرے۔ امام شعبیؒ جب ابراہیم نخعیؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو ابراہیم کلام نہیں فرماتے تھے۔ امام سفیان ثوریؒ نے ابن عیینہؒ سے ایک بار فرمایا کہ آپ حدیث کیوں نہیں سناتے یعنی روایت حدیث کا مشغلہ کیوں نہیں اختیار فرماتے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ جب تک زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ نہ کروں گا۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ میں عہد نبوی میں لڑکا تھا جو سنتا تھا محفوظ ہوجاتا تھا یعنی معلومات کی کمی نہیں ہے مگر میں خاموش رہتا ہوں کہ مجھ سے معمر صحابہؓ موجود ہیں۔ ابن ہبیرہؒ نے کہا کہ اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نوعمروں کے لئے شیوخ کی توقیر متعین ہے۔ (الآداب الشرعیہ)

ابن معینؒ نے فرمایا کہ جو شخص ایسے شہر میں حدیث بیان کرے (حلقہ تحدیث قائم کرے) جہاں اس سے بہتر محدث موجود ہو وہ احمق ہے‘ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جس شہر میں علی بن مسہرؒ جیسا محدث موجود ہو وہاں میں محدث بنوں تو میں اس لائق ہوں کہ میری داڑھی مونڈ دی جائے۔ (الآداب الشرعیہ)

بہت اختصار کے ساتھ چند متفرق باتوں کو یکجا کرکے میں نے یہاں پیش کیا ہے اگر استیعاب کا ارادہ کیا جائے تو بہت طوالت ہوجائے گی۔ وفی ہذا القدر کفایۃ۔

☆☆.........☆☆

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد امین

یارب وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

۱۷/ اگست ۱۹۶۱ء کا دن تھا' میں فیصل آباد پیپلز کالونی اپنے گھر سے شہر پہنچا' ابھی میں کچہری بازار سے باہر ہی تھا کہ میرے ایک گوجرہ کے دوست محمد صادق خان ملے' انہوں نے مجھے سوالیہ انداز میں ایک بات کہی اور میں تفصیل معلوم کرنے سے پہلے ان کی بات کے پورے مفہوم کو سمجھ گیا' اطمینان کے لئے مزید بات کی اور افسوس ہوا کہ رات کی خبریں ریڈیو پر میں بھی سن لیتا تو اب تک میں ملتان میں ہوتا' خان صاحب کا فقرہ یہ تھا (حافظ صاحب آپ ملتان نہیں گئے؟) یہ فقرہ اور ملتان کا ذکر سنتے ہی میرے دماغ اور دل پر یہ نقش ابھرا کہ شاہ صاحب اب ہمارے پاس نہیں رہے۔

میرا شاہ صاحب سے تعلق اور خان صاحب موصوف کو اس بارے میں معلومات کے پس منظر میں میں کچھ سمجھ گیا مزید معلومات پر پتا چلا کہ رات ریڈیو پر ۸ بجے خبروں میں یہ خبر نشر ہوئی تھی اور آپ کے سب ساتھی گوجرہ سے رات ۱۲ بجے سرحد ایکسپریس سے ملتان چلے گئے ہیں' میں اسی وقت وہیں سے واپس گھر پہنچا تو بچوں کو چچا کے گھر شہر میں چھوڑا اور میں دن کے ۱۲ بجے چناب ایکسپریس پر ملتان کے لئے روانہ ہوا۔ فیصل آباد کے چند اور ساتھی جو رات کو اطلاع نہ ملنے پر اسی ٹرین سے ملتان روانہ ہوئے تھے وہ بھی ہمسفر تھے۔ سب کے چہرے اداس غمگین اور آنکھیں پرنم تھیں' صرف اس لئے نہیں کہ ہمارا ایک لیڈر ہم سے جدا ہو گیا تھا بلکہ افسوس اس بات کا تھا کہ جس کے ساتھ ہم نے اپنی زندگی بتادی جس کے مشن اور پروگرام کو لے کر ہندوستان کے چپے چپے پر سرخ ہلالی پرچم کے سائے تلے ہر تحریک میں ہر محاذ پر اپنی جانیں لڑادیں۔ جس کا دل قرآن پاک کی نص قطعی پر اس حد تک دھڑکا کہ اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا' آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہاولپور کے مشہور مقدمہ میں جج صاحب نے فرمایا کہ آپ عقیدۂ ختم نبوت پر اس قدر کیوں زور دیتے ہیں تو میں نے کہا کہ یہ بنیاد ہے مسلمان کے ایمان کی اور میں تو قرآن کی آیت اور حدیث نبوی کی تفسیر پر عمل پیرا ہوں۔

اگر آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ چھوڑ دوں تو آپ ایک کام کریں کہ قرآن کریم میں سے یہ آیت کریمہ: "ماکان محمد ابا احد من الرجالکم ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین۔" نکال دیں' اگر آپ اس کے مجاز نہیں ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت یہ جرأت نہیں کر سکتی کہ قرآن کریم کی آیت تو کیا ایک لفظ کو بھی ادھر ادھر نہیں کر سکتی تو میں کیسے اس کو چھوڑ سکتا ہوں۔

شاہ صاحبؒ کی باتیں ان کے خیالات ان کے کمالات ان کے بے دلیل نکات اور ان کی پیشگوئیاں جو آج حرف بحرف صحیح ثابت ہو رہی ہیں' آنکھوں کے سامنے رقص کر رہی تھیں۔ ایک مومن کی فراست کا منہ بولتا ثبوت آج تاریخ کے صفحات پر موجود ہے۔ شاہ صاحب کا انداز بیاں ان کا خطبہ اور خطبے کا پہلا فقرہ۔

الحمد للہ! تک ہمارے کانوں میں گونج رہا ہے' جس شخص نے آپ کی ایک مرتبہ تقریر سن لی وہ ایسا مبہوت ہوا کہ سب شعلہ بیان مقرروں' خطیبوں اور واعظوں کو بھول گیا۔

تقسیم ملک سے پہلے ہندو' سکھ' مسلمان' عیسائی تک عورتیں مرد سب آپ کی تقریر اور قرآن سننے کے لئے گھنٹوں پہلے جلسہ گاہ میں پہنچ جاتے اور صبح کی اذان تک اس طرح بیٹھے رہتے گویا کسی جادوگر نے اپنے جادو سے لاکھوں کے مجمع پر ایسا جادو کر دیا ہے' جس سے مجمع ساکت ہو گیا ہے اور یہ بے جان مجمع اب ایسا ہمہ تن گوش ہو گیا ہے کہ جو چاہو اس سے کرالو' جیسے چاہو اس کو استعمال کرلو۔

مجلس احرار اسلام کی بنیاد جن لوگوں نے ہندوستان کی تقدیر بدلنے کے لئے ڈالی ان میں مولانا محمد داؤد غزنوی' سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ چوہدری افضل حق' شیخ حسام الدینؒ مولانا مظہر علی اظہرؒ جیسے لوگ شامل تھے' اس کی بنیاد رکھانے والوں میں حضرت شیخ الہندؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ مولانا حسین

احمد مدنیؒ ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خان جیسے زیرک جہاندیدہ رہنما تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان میں ہندو اور سکھ سے مل کر ہندوستان کو آزاد کرانا ہے مگر اسلام اور مسلمان کے مستقبل اور تشخص کو بچانے کے لئے مسلمانانِ ہند کی الگ تنظیم بھی وقت کا اہم تقاضا ہے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان حضرات نے کانگریس اور جمعیت علماء ہند کی موجودگی میں سرفروش فعال اور مجاہدین اسلام کا ایک گروہ اپنی سرپرستی میں قائم کیا وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ملک آزاد ہونے کے بعد ہر مذہب ہر فرقہ ہر گروہ اپنے اپنے پر پُرزے نکالنے کی کوشش کرے گا تو جو گروہ آج قربانی دے گا وہی اپنی بات منوا سکے گا اور چونکہ جو لوگ بظاہر عملاً کانگریس میں ہیں وہ مذہب کے نام سے کوئی تحریک نہیں چلا سکتے۔

اسی لئے ان لوگوں کو ایک الگ جماعت کے نام سے کام کرنے کی اجازت دی گئی اور یہ بھی بتادیا گیا کہ آپ لوگوں نے اس مسلمان قوم کے ذہن کو بدلنا ہے غلامی سے نکال کر آزادی کے مفہوم کو سمجھانا اور فلسفہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر عمل پیرا کرانا ہے بعد میں رونما ہونے والے واقعات مثلاً تحریک کشمیر، تحریک کپور تھلہ، تحریک مغلپورہ کالج، تحریک فتنہ مرزائیت، تحریک مدح صحابہ رضی اللہ عنہم، واقعہ غازی علم الدین شہیدؒ تحریک ریاست الور اور بہت سے ایسے تاریخی واقعات جو ہندوستان میں مسلمانوں کو مذہبی اور ملی طور پر نقصان پہنچانے یا خسارے میں رکھنے والے تھے ان کے خلاف اس جماعت کے سرفروش مجاہدین نے اپنے تن من دھن کی بازی لگائی۔

تقسیم ملک کے بعد جب قادیانیت نے پاکستان کی سرزمین میں اپنے دامنِ فریب سے سرظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ پاکستان کی آشیرواد پر ارتداد کا جال پھیلانا شروع کیا تو مومن کی فراست نے اس کو اپنی باریک بین نظر سے بھانپ لیا اور اپنے آدھی صدی کے سیاسی کیریئر کو خیرباد کہہ کر ملک کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لئے مذہب، عقیدۂ ختم نبوت اور اسلام کو پاکستانی مسلمانوں کے دل میں پیوست کرنے کو اپنا مشن بنانے کا فیصلہ کرلیا، جس کے نتیجے میں ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں دس ہزار مسلمانانِ پاکستان نے جام شہادت نوش فرمایا، رہنمایانِ جماعت اور جملہ علمائے کرام نے بلا اختلاف عقیدہ و اصول قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، پھر ۱۹۷۴ء میں آخری ضرب اس فتنہ قادیانیت پر لگائی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اس پودے کو جسے انگریزی سلطنت نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے خود کاشت کیا تھا، جڑ سے اکھاڑ کر اسی انگریز کے گھر پہنچادیا، جہاں سے اس کا خمیر اٹھایا گیا تھا۔

خصوصی مجلسوں، نجی محفلوں، سفر حضر میں جب بھی جہاں بھی موقع ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ اپنے ہمنشینوں کی تربیت کا موقعہ ضائع نہ ہونے دیتے، اہل علم و دانش، اہل ذوق اور صاحب طرز، صاحب زبان لوگوں کی دل و جان سے قدر کرتے خود بھی خوش الحان قاری تھے، صاحب طرز ادیب اور شاعر تھے، تخلص ندیم تھا اور قراء حضرات سے قرآن سنتے تو جھوم جھوم جاتے۔ ایک مجلس میں جس میں، میں بھی موجود تھا، شاہ صاحب فرمارہے تھے کہ میں نے لکھنؤ میں ڈاکٹر اشرف کی تقریر سنی جو کمیونسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے تھے، ان کی زبان سے الفاظ ایسے ادا ہورہے تھے جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جانے سے دانے گرتے ہیں، عالی ظرفی اور فراخ دلی، خندہ پیشانی آپ کا زیور تھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ ورکر کی قدر کرتے، اس کے دکھ درد گھریلو حالات اور معاشی حالات سے باخبر رہتے، اہل عقیدت آپ کے جاں نثار آپ کی خدمت کرتے تو آپ اس سے یتامیٰ، بیوگان اور ضرورت مندوں کی مدد فرماتے۔

میں اپنے مخلص دوست شیخ سعید ظفر جو شاہ صاحب کے عقیدت مند، ماشاء اللہ صاحب ذوق شاعر اور ادب سے تعلق رکھنے اور امرتسر کے رہنے والے ہیں۔ آج کل ملتان غلہ منڈی میں چاول کا کاروبار کرتے ہیں، ان کو ساتھ لے کر جب ملتان جاتا تو شاہ صاحب سے ملنے جاتا تو فرماتے: امین! تو آ گیا لے یہ تیل فلاں دوست میانوالی سے آئے تھے یہ کرنے کا تیل ہے، میرے سر پر مالش کردے، ویسے شاہ صاحب میرے ہم مرشد بھی تھے تو میں اپنی خوش قسمتی اور سعادت سمجھتے ہوئے فوراً حکم کی تعمیل کرتا، مالش کراتے جاتے اور علم و حکمت، ذوق و زبان نصیحت اور ذکر و اذکار کا تذکرہ فرماتے رہتے میں سنتا رہتا۔ آج ایسے لوگ کہاں ہیں؟ میں تو ان لوگوں کی خدمت کرنا، ان کی مجلسوں میں حاضری، ان کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کو اپنے لئے زندگی کا بہترین سرمایہ اور نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ مجھ جیسا ان پڑھ جاہل انسان کسی سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں جانتا مگر اللہ کے فضل اور آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان بزرگوں کی دعاؤں اور توجہ کا صدقہ ہے کہ میں آج جو کچھ ہوں یہ سب ان ہی کا ہے، ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں ہے۔

آپ فرمایا کرتے کہ سید خوبصورت، بہادر، خوب سیرت اور جوانمرد ہوتا ہے، ایک مجلس میں چنیوٹ میں بیٹھے ہوئے مجھ سے ایسا نفیس مذاق کیا کہ مجلس میں پُرزور قہقہہ پڑا جس سے سب محظوظ ہوئے۔ آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔ آمین۔

☆☆..................☆☆

ایک مظلوم بیٹی کی دردناک داستان

محمد متین خالد

یہ صرف ثوبیہ کی ہی کہانی نہیں بلکہ آپ کو اس معاشرہ میں ثوبیہ ایسی بے شمار مظلوم لڑکیاں اس سے ملتی جلتی المناک کہانیاں سناتی نظر آئیں گی۔ یہ بے چاریاں آئے دن قادیانیوں کے ہم رنگ زمیں دام میں پھنس کر ان کے لاتعداد ناک مظالم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ دھوکا دہی ایک ایسا قبیح جرم ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں ممنوع اور ناقابل قبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دھوکا باز کو ہر مہذب معاشرے میں ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے' موجودہ دور میں فتنہ قادیانیت' دھوکا دہی کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیوں کا مقصد حیات ہی اسلام کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو دھوکا دے کر ان کے ایمان کی شمع کو گل کرنا اور انہیں مرتد کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہے۔ اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قادیانی کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں' جن میں سرفہرست مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے بعد انہیں بلیک میل کر کے قادیانی بنانا ہے۔ بعض بدقسمت لڑکیاں قادیانیوں کے اس سنہری جال میں پھنس کر ارتداد اختیار کر لیتی ہیں جبکہ بعض خوش نصیب لڑکیاں ہر قسم کے لالچ اور تحریص و ترغیب کو ٹھکرا کر اپنے متاع ایمان کو بچا لیتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اس اقدام سے انہیں مستقبل میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ثوبیہ ایسی ہی خوش نصیب مگر مظلوم مسلمان لڑکیوں میں سے ایک ہے آیئے ثوبیہ کی کہانی خود ثوبیہ کی اپنی زبانی سنتے ہیں:

"میرا نام ثوبیہ عمر ہے۔ اس وقت میری عمر ۲۷ سال ہے۔ میں اس وقت اپنے والدین کے ہمراہ گلشن راوی لاہور میں مقیم ہوں۔ میں نے ۲۰۰۱ء میں مقامی کالج سے بی اے کیا' یہاں میری چند لڑکیوں سے دوستی ہو گئی' ان میں سے ایک لڑکی حمیرا کے ساتھ چند ہی دنوں میں میری بے تکلفی ہو گئی اور آہستہ آہستہ یہ بے تکلفی گہری دوستی میں بدل گئی۔ اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا' ٹیلی فون بھی باقاعدگی سے ہونے لگے' عید اور دیگر تہواروں پر تحائف کا تبادلہ ہوتا اور اکٹھے کھانا کھایا جاتا' چند سالوں بعد حمیرہ نے اچانک اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ہم آپ کو اپنی بھابھی بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے جواباً اسے کہا کہ میں اپنے والدین کی مرضی اور خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی' اس سلسلہ میں آپ میرے والدین سے رابطہ کریں' چند دنوں بعد حمیرہ کے والدین ہمارے گھر آ گئے اور اپنے بیٹے عمران احمد کے لئے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا' میرے والدین نہایت شریف النفس اور سادہ مزاج ہیں' بالخصوص دنیاداری کے معاملات سے تو وہ قطعی نابلد ہیں' میرے والدین نے اس خاندان کے گزشتہ ایک سال کے معاملات اور رویوں کے پیش نظر ان پر اندھا دھند اعتماد کرتے ہوئے چھان بین اور مشورہ کے بغیر ہاں کر دی' اس طرح ۲۲/فروری ۲۰۰۳ء کو میری شادی عمران احمد سے ہو گئی' قیمتی جہیز کے علاوہ شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ خود سسرال والوں کے رشتے دار حیران رہ گئے۔

شادی کے چند ماہ بعد جب میں امید سے تھی تو عمران مجھے اپنے رشتہ داروں سے ملوانے کے لئے ربوہ (موجودہ چناب نگر) لے گئے' جہاں سسرالی خواتین نے مجھ سے کئی ایک جارحانہ سوالات کئے' چونکہ میرا کوئی مطالعہ نہ تھا' اس لئے میں ان کے تلبیسی سوالات کے جوابات نہ دے سکی اور خاموش رہی' اسے میری لاعلمی کہئے یا نالائقی میں پھر بھی ان کی چال نہ سمجھ سکی کہ یہ لوگ مجھے کس دلدل میں پھینکنا چاہتے ہیں؟ اسی طرح میرے سسرال والے اکثر مجھے "Trump Card" کہتے اور قہقہے لگاتے' میں نے کبھی غور نہ کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں اور وہ مجھے کیوں ایسا کہتے ہیں۔

۲۰۰۴ء میں میرے ہاں بچی پیدا ہوئی' سوائے عمران کے ان کے گھر کا کوئی فرد اس بچے کو دیکھنے کے لئے نہ آیا' ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے سسرال آ گئی' عمران کے گھر میں جہاں میری ساس اور دیور بھی رہتے تھے' ہر جمعہ کو باقاعدگی سے قادیانی ٹی وی چینل MTA بڑے اہتمام سے دیکھا جاتا۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ مرزا مسرور تقریریں کرتا اور اپنے پیروکاروں کو مختلف

ہدایت دیتا' اس وقت تک مجھے قادیانیوں کے عقائدوعزائم کے بارے میں کچھ علم نہ تھا' بہرطور میں ان کے ساتھ شامل نہ ہوتی بلکہ اپنے کمرے میں علیحدہ نماز پڑھتی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی' میری اس حرکت کا میری ساس نے بے حد برا منایا۔ اس کا رویہ مجھ سے بے حد ظالمانہ اور وحشیانہ ہوگیا' بات بات پر ٹوکنا' کھانوں میں بلاوجہ نقص نکالنا' عمران کے سامنے میری جھوٹی شکایات لگانا' میرے ماں باپ کو برا بھلا کہنا' عجیب وغریب گھٹیا طعنے دینا اور کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دینا اس کا روزمرہ کا معمول بن گیا' ایک مرتبہ میری بچی دودھ کے لئے بلک رہی تھی' میں فریج سے دودھ نکالنے لگی تو ساس نے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ دودھ کے لئے اپنے باپ سے پیسے لاؤ۔ میں نے عمران کو فون کرنے کی کوشش کی تو اس نے میرے ہاتھ سے فون چھین لیا اور کہا کہ باہر جاکر پی سی او سے فون کرو' رات دیر گئے عمران گھر واپس آیا تو میری ساس نے ڈرامہ کرتے ہوئے رو رو کر میرے خلاف فرضی اور من گھڑت جھوٹی شکایات کا انبار لگا دیا' جس پر عمران طیش میں آ گیا اور میری بات سنے بغیر مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا' اگلے دن صبح عمران اپنے کام پر چلا گیا' میں کچن میں سب گھر والوں کے لئے ناشتہ بنا رہی تھی' اچانک میری ساس دبے قدموں کچن میں داخل ہوئی اور پیچھے سے میرے کپڑوں کو آگ لگادی جس سے میں گھبرا گئی اور بڑی مشکل سے آگ بجھائی' میری گھبراہٹ اور پریشانی پر سب گھر والے شیطانی قہقہے لگانے لگے' اس پر میں نے فوری طور پر عمران کو کام سے واپس بلایا اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا' میری ساس نے جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ ایسا کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے' اس دن کے بعد میں اس گھر میں خوفزدہ رہنے لگی' مجھے رات کو بھی نیند نہ آتی' محسوس ہوتا جیسے میری ساس مجھے سوتے میں قتل کردے گی' اس خوف اور دباؤ کی وجہ سے میں بے خوابی کا شکار رہنے لگی۔

عمران کا کاروبار تسلی بخش نہ تھا' وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پریشان رہتا' ایک دن میں نے اس کے رویہ میں بے حد تبدیلی دیکھی' وہ گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہا' شام کو باہر سیر کے لئے پارک میں لے گیا اور رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھلایا' دوسرے دن وہ میرے لئے ایک قیمتی سوٹ لے کر آیا' میں اس کے رویہ پر بے حد حیران ہوئی' میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے حد پیار کرتا ہے اور جو بھی غلط فہمیاں تھیں وہ سب دور ہوگئی ہیں' میں اس کی ان باتوں پر بے حد خوش ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔ چند روز بعد عمران نے مجھے کہا کہ وہ کاروبار کے سلسلہ میں بے حد پریشان ہے لہٰذا میں اس کی مدد کروں' میں نے اس سے پوچھا کہ میں اس کی کیا مدد کرسکتی ہوں؟ اس نے فوراً کہا کہ تم اپنے باپ سے فوری طور پر دس لاکھ روپے لے کر آؤ تاکہ میں کاروبار کرسکوں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے والد مجھے اتنی زیادہ رقم نہ دے سکیں گے' کیونکہ ایک تو ان کے پاس اتنی رقم نہیں اور دوسرے ابھی میری دو بہنیں اور ہیں جن کی شادی ہونا باقی ہے' لہٰذا اتنی رقم لانا میرے لئے ناممکن ہے' میری بات سن کر عمران غصے سے پاگل ہوگیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں امید سے ہوں' گھر میں پڑے پلاسٹک کے سخت پائپ کے ساتھ زدوکوب کرنے لگا' میں کمزور اور نازک اندام لڑکی ہوں' اس وحشیانہ پٹائی سے میں بے ہوش ہوگئی' اتفاق سے رات کو میرے والد کا فون آیا تو انہوں نے میری کراہتی آواز سے اندازہ لگایا کہ کچھ گڑبڑ ہے' وہ فوری طور پر آئے اور میرے سسرال والوں کو کچھ کہے بغیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے' گھر میں آکر میں نے انہیں سارا ماجرا سنایا اور تخلیہ میں اپنی والدہ کو اپنے جسم پر زخموں کے تازہ نشانات دکھائے' میرے پورے جسم پر نیل پڑ چکے تھے' اور جسم کا ہر حصہ شدید درد کررہا تھا' ہمارے قریبی رشتے داروں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ہمیں ہسپتال سے تشدد کا سرٹیفکیٹ لاکر تھانے جاکر مقدمہ درج کروانے کا مشورہ دیا' مگر میرے والد صاحب نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ دو ماہ تک عمران اور ان کے گھر والوں نے مجھ سے مکمل قطع تعلق کیے رکھا' ایک دن صبح کے وقت انہوں نے مجھے فون کیا اور اپنے رویہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا واقعہ کبھی نہ ہوگا' تم فوراً گھر واپس آجاؤ' شام کو عمران موٹر سائیکل پر مجھے لینے گھر آ گیا' میرے والدین کی وسیع النظری اور کشادہ دلی دیکھئے کہ انہوں نے میرا مستقبل بچانے کے لئے عمران سے کوئی شکایت کی اور نہ شکوہ' بلکہ اسے بڑا پرتکلف کھانا کھلایا اور کہا کہ یہ تمہاری امانت ہے' تم اسے لے جاسکتے ہو' میں دوبارہ اپنے سسرال آ گئی چند ہفتے عمران کا رویہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا' پھر رفتہ رفتہ ان کے رویہ میں حسب معمول تبدیلی آ گئی اور ایک دن غصے سے کہنے لگے کہ اگر تم اپنے والد سے دس لاکھ روپے نہ لائی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا' میں یہ سن کر لرز گئی' میرا

دل ڈوب ڈوب گیا' آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا' کچھ دیر بعد ہوش آیا تو دیر تک سمجھ نہ پائی کہ کیا کروں؟ طلاق کی دھمکی کے الفاظ کانوں میں مسلسل گونج رہے تھے' اسی دوران عمران نے ہمارے گھر پر قبضہ کرنے کے لئے ایک چال چلی کہ اپنا شناختی کارڈ بنوایا اور ہمارے علم میں لائے بغیر اپنا مستقل پتہ میرے والدین کے گھر کا دے دیا' میرے والد صاحب کو عمران کی یہ حرکت بہت بری لگی لیکن وہ مصلحت کے تحت خاموش رہے۔

چند دنوں بعد عمران نے مجھے کہا کہ میرا تعلق قادیانی جماعت سے ہے اور اگر تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں قادیانیت اختیار کرنا پڑے گی' یہ سن کر ایک دفعہ پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا' یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو' میں نے بڑی مشکل سے اپنے حواس پر قابو پایا اور فیصلہ کیا کہ اب میں عمران کے ساتھ نہیں رہوں گی' اس نے مجھے دھوکا دے کر میرے ساتھ شادی کی' قادیانی مذہب جھوٹا اور اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے' میں نے عمران سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا اور اب میری مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے ایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہو' میں کسی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گی' میری اس جرأت پر عمران نے مجھے گندی گالیاں دینا شروع کر دیں اور تھپڑوں اور گھونسوں سے مجھ پر تشدد شروع کر دیا' میں روتی اور چلاتی رہی مگر وہاں موجود کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا' اس نے مار مار کر مجھے ادھ موا کر دیا' کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے والد کو فون کیا اور کہا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے لے جائیں ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے' میرے والد فوراً آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے' اب حالات اس رخ پر تھے کہ کسی مصالحت کی گنجائش نہ تھی' یہ ایمان وکفر کا معاملہ تھا' میں نے اپنے گھر والوں کو ساری روداد سنائی اور کہا کہ ایک مشرقی لڑکی ہونے کے ناتے میں اپنے خاوند کی ہر جائز وناجائز بات اور زیادتی برداشت کر سکتی ہوں مگر اپنے قیمتی ایمان کا سودا نہیں کر سکتی' اب میں عمران کے ساتھ نہیں رہ سکتی لہٰذا میں اس سے خلع لینا چاہتی ہوں۔

میرے والدین ختم نبوت کے حوالہ سے بڑے حساس ہیں' انہوں نے نہ صرف میرے اس فیصلہ کی تائید کی بلکہ ہر مشکل میں میرا بھرپور ساتھ دینے کا عزم کیا' میں نے ۱۸/ ستمبر ۲۰۰۴ء کو عدالت میں خلع کے لئے درخواست دائر کر دی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ عمران احمد نے مجھے ذہنی' روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا ہے' یوں عدالت نے ۲۳/ نومبر ۲۰۰۴ء کو خلع کی ڈگری میرے حق میں جاری کر کے مجھے عمران کے چنگل سے آزاد کر دیا۔ آج کل میں اپنے والدین کے گھر ایک مطلقہ کی حیثیت سے رہ رہی ہوں' عدالت سے خلع کا فیصلہ ہونے کے باوجود عمران آئے روز فون کر کے جان سے مار دینے' بچیاں اغوا کر لینے' چہرے پر تیزاب پھینک دینے اور گھر کو آگ لگا دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے تو سب گھر والے سہم جاتے ہیں' ہم گھر سے باہر سودا سلف لاتے ہوئے گھبراتے ہیں' میں گھر میں مقید ہو کر رہ گئی ہوں' اغوا کے خوف سے گھر سے باہر قدم نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی' خوف اور پریشانی کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے' میرے والد صاحب اعصابی طور پر بے حد کمزور ہو گئے ہیں' ہمارا کوئی پرسان حال نہیں' میرا مستقبل تباہ ہو گیا ہے' میں نفسیاتی مریضہ بنتی جا رہی ہوں' اگر خودکشی حرام نہ ہوتی تو شاید میں یہ قدم اٹھا چکی ہوتی' خدارا ہماری مدد کیجئے' ورنہ میں روزِ قیامت پیارے آقا ومولا حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہر صاحب اختیار مسلمان کی شکایت کروں گی کہ انہوں نے مجھے ایک قادیانی کے ظلم وستم سے بچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔"

قارئین کرام! یہ تھی ثوبیہ کی اذیت ناک اور درد بھری کہانی' جس کا ایک ایک لفظ حکمرانوں کی روشن خیالی اور مسلمانوں کی بے حسی پر ہتھوڑے برسا کر ان کی غیرت وحمیت کو جگا رہا ہے۔ ٹھہریے! ایک لمحہ کے لئے سوچئے..... غور کیجئے! اگر ثوبیہ میری یا آپ کی بیٹی ہوتی تو ردعمل کیا ہوتا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا ثوبیہ ہماری اخلاقی مدد کی بھی مستحق نہیں ہے؟ ثوبیہ مگر خدانخواستہ اگر عیسائی' ہندو یا قادیانی ہوتی اور اس پر اتنا ظلم وتشدد اور زیادتی ہوتی تو ہماری فارن فنڈڈ این جی اوز آسمان سر پر اٹھا لیتیں' لیکن ان کے نزدیک ثوبیہ کا جرم محض یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان ہے۔

کاش! آج کے دور میں محمد بن قاسم یا غازی علم الدین شہید زندہ ہوتے تو ایک مسلمان بچی کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے' دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں میں سے' کوئی ہے جو ثوبیہ کو خودکشی کا مرتکب ہونے سے روک سکے' اس کے آنسو پونچھ سکے' اس کے زخموں پر مرہم رکھ سکے۔

نوٹ: اگر کوئی صاحب ثوبیہ کی اخلاقی مدد کرنا چاہیں تو وہ ان کے والد صاحب کی ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں: umar1945@hotmail.com

☆☆..........☆☆

تھائی لینڈ کے مسلمانوں پر کیا گزری؟

مفتی عبداللطیف معتصم

تھائی لینڈ زرخیز سرزمین گھنے جنگلات' بلند پہاڑ' خوبصورت شہروں اور کئی بہتے دریاؤں پر مشتمل ملک ہے' اس کا پرانا نام "سیام" تھا' لیکن ۱۹۳۹ء کو سرکاری طور پر اس کا نام تھائی لینڈ تجویز ہوا' یہ ملک ایشیاء کے مشرقی جنوب میں واقع ہے' رقبے کے لحاظ سے ۵۱۳۱۱۵ مربع کلو میٹر ہے' اس کا دارالحکومت بینکاک ہے' جو تھائی لینڈ کا معروف ترین اور سب سے بڑا شہر ہے۔ تھائی لینڈ ۷۰ سے زائد صوبوں پر مشتمل ہے جب کہ ہر صوبہ کے ۶۰۰ ضلع ہوتے ہیں اور ہر ضلع کے ۶۰۰ یونٹ ہوتے ہیں' جس کو وہ لوگ "تھمبون" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان صوبوں میں سے ہر ایک کا ایک حاکم ہوتا ہے جو گورنر اور ناظم اعلیٰ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان ناظمین کا انتخاب وزارت داخلہ کی جانب سے کیا جاتا ہے' تاہم اس انتخاب میں عوام کا سب سے زیادہ کردار ہوتا ہے۔

تھائی لینڈ وہ واحد ملک ہے جس پر استعماری طاقتوں کا قبضہ نہیں ہوا' تھائی لینڈ کی آبادی اس وقت چھ کروڑ میں لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں سے ۷۵ فیصد آبادی دیہاتوں میں اور ۲۵ فیصد شہروں میں رہتی ہے۔ دارالحکومت بینکاک میں چھ ملین سے زائد افراد رہائش پذیر ہیں۔ تھائی لینڈ میں اکثریت تھائی لینڈیوں کی ہے جو چین کے جنوبی علاقے سے قدیم زمانے میں آکر آبادی ہوئی ہے۔ باقی ان لوگوں کی ہے جو مختلف اوقات میں مختلف ملکوں سے تھائی لینڈ کی طرف آئے جن میں برما' ملائیشیا' کمبوڈیا اور ویت نام شامل ہیں۔ تھائی لینڈ کے دارالحکومت بینکاک میں یورپ' انڈیا' جاپان کے بھی بہت سارے لوگ رہتے ہیں۔ تاہم تھائی لینڈ میں مسلمانوں کی موجودہ تعداد ۶۰ لاکھ سے متجاوز ہے جو تھائی لینڈ کے جنوبی صوبوں میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت اس وقت نارٹھوت' پٹانی' وتانی میں واقع ہے۔

پٹانی سلطان احمد شاہ صغیر کے زمانے میں ایک مستقل اسلامی ریاست تھی' جس کی بنیاد ۱۳۵۰ء میں رکھی گئی تھی۔ پٹانی نے ملاکا کے ساتھ ۱۶۴۴ء کو اتحاد کیا' لیکن یہ اتحاد اندرونی خلفشار کی وجہ سے زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکا' چنانچہ پرتگالیوں نے ملاکا پر قبضہ کرلیا تو پٹانی تنہا ہوکر رہ گیا' جس نے بعد میں اپنے استقلال آزادی کا اعلان کیا۔ مگر تھائی لینڈ نے اس آزادی سے بھرپور فائدہ اٹھا کر سلطنت پٹانی پر کئی ناکام حملے کیے اور آخر کار ۱۷۸۶ء کو اس پر قبضہ جمالیا۔ ۱۸۰۸ء سے لے کر ۱۹۰۲ء تک کئی تحریکوں نے آزادی کی آواز بلند کی لیکن انہیں کوئی بڑی اور لمبی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۰۹ء کو برطانیہ اور تھائی لینڈ کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا کہ صوبہ کلنتن اور پارلیس برطانیہ کے زیر نگیں رہیں گے اور پٹانی پر تھائی لینڈ کا تسلط رہے گا۔ چنانچہ اب تک اس معاہدے پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

اس وقت تھائی لینڈ میں کئی مذاہب کے پیروکار ہیں' جن میں بدھ مت' عیسائی' ہندو' یہودی اور چین کے کنفاشی شامل ہیں' لیکن اکثریت بدھ مت کے ماننے والوں کی ہے۔ تھائی لینڈ ایشیا کے مشرقی جنوب کے ممالک میں سب زیادہ مضبوط اقتصادی حیثیت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ استعماری طاقتوں سے بھی اب تک محفوظ ملک رہا ہے۔

تھائی لینڈ کے مسلمانوں کی حالت زار کے بیان سے پہلے مناسب ہے کہ ان اسباب پر ایک نظر ڈالی جائے' جن کی وجہ سے تھائی لینڈ میں فسادات اور قتل غارتگری کا بازار گرم کیا جاتا ہے۔ ۱۹۷۵ء کو ویت نام کی جنگ' اپنے آخری مراحل میں داخل ہوکر اختتام پذیر ہوئی تو تقریباً ۱۰ لاکھ افراد اس جنگ سے متاثر ہوکر تھائی لینڈ میں پناہ گزین ہوئے' ان پناہ گزینوں میں کمبوڈی' لاؤس اور ویت نام کے لوگ شامل تھے۔ اقوام متحدہ' ہلال احمر اور دوسرے اداروں نے تھائی لینڈ میں موجود ان پناہ گزینوں کو خوراک و پوشاک اور دوسری آسائشیں مہیا کرتے وقت یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ انہیں دوبارہ اپنے اپنے ملکوں میں بھیج دیا جائے گا لیکن آج تک پورے تیس سال گزرنے کے باوجود ان کو اپنے ملک کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ چنانچہ قومی فسادات اور مذہبی منافرتیں اکثر ان پناہ گزینوں کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں جو بعد میں

اندرونی خلفشار اور چپقلش کی صورت اختیار کر لیتی ہیں' جن کے نتیجے میں مسلمان ان کے تیرو تفنگ کا ہدف قرار پاتے ہیں۔

پچھلے کئی ماہ سے تھائی لینڈ کے مسلمانوں کی حالت کافی خستہ ہے۔ تھائی حکومت مسلمانوں کو ہر قسم کے فسادات کی جڑ سمجھتی ہے اور آئے روز ان پر ظلم کے پہاڑ توڑتی ہے۔ وہاں کی حکومت نے اسلامی تنظیموں پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔ اپریل ۲۰۰۴ء میں چھ مسلم رہنماؤں کو تھائی حکومت نے اس لئے جیل بھیج دیا تھا کہ حکومت کو ان پر شبہ تھا کہ یہ لوگ تھائی لینڈ کے جنوب میں واقع مسلمانوں کی بعض "دہشت گرد اسلامی تنظیموں" کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے مختلف صوبوں میں مظاہرے اور احتجاج کا ایک سلسلہ شروع کر دیا مگر ۲۲/اپریل ۲۰۰۴ء کو بدقسمتی سے تھائی حکومت امن پولیس کے ہاتھوں ۸۵ مسلمان ناریتھیوٹ میں شہید ہوئے اور اسی طرح ۸۷ مسلمان دم گھٹنے سے شہید ہوئے' جن کو مظاہرے کے دوران پولیس نے گرفتار کر کے بکتر بند گاڑیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح ڈال دیا تھا۔ تھائی حکومت کے ہاتھوں شہید ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ۲۰۰۴ء کے آخری سات ماہ میں ۵۰۰ سے زائد ہے اور اسی طرح اتائی میں ہونے والے فسادات کے نتیجے میں امن پولیس کے ہاتھوں ۳۲ مسلمان شہید ہوئے' جب کہ انہی مظاہروں اور احتجاجوں سے پکڑے جانے والوں کی تعداد ۱۲۰۰ سے زائد ہے۔ جن میں ۹۰۰ کو رہا کر دیا ہے اور ۳۰۰ بدستور جیلوں میں باقی ہیں۔ جن کے بارے میں تفتیش جاری ہے تفتیش و تحقیق مکمل ہونے کے بعد ان کو رہا کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

تھائی حکومت کی جانب سے ایک زبردست مہم یہ چلائی جارہی ہے کہ مسلم اکثریتی صوبوں کو مسلم اقلیتی صوبوں میں تبدیل کر دیا جائے' جس کا آغاز تھائی حکومت نے کر دیا' چنانچہ بدھ مت کے پیروکاروں کو جنوب میں واقع مسلم اکثریتی صوبے ناریتھیوٹ اور پتانی میں آباد کرنا شروع کر دیا ہے اور اکا دکا بدھ مت سے وابستہ افراد کو آباد کیا جارہا ہے اور اسی طرح جن صوبوں میں مسلمانوں کی اقلیت ہے ان صوبوں میں مسلمانوں کو منتقل کیا جارہا ہے۔ اس طرح ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلم اکثریتی علاقے کو مسلم اقلیتی علاقے میں تبدیل کر کے ان کے اسلامی تشخص' ان کی مذہبی آزادی اور دیگر حقوق کو پامال کر کے حکومت اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تھائی لینڈ کے مسلمانوں نے یہ خطرہ بھانپ لیا ہے اور وہ کسی طرح بھی اس کام کے لئے تیار نہیں' جب کہ حکومت مسلمانوں کو سخت اذیت دے کر دباؤ میں رکھنا چاہتی ہے۔ تھائی حکومت کی طرف سے مسلمانوں پر ایک الزام یہ ہے کہ مسلمان' تھائی لینڈ کے جنوبی صوبوں کو جو ملائیشیا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں' مستقل ملک کی شکل میں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں' حکومت یہ خطرہ محسوس کرتی ہے کہ کہیں اس تحریک نے زور پکڑ لیا تو تھائی حکومت خطرے میں پڑ سکتی ہے' اس لئے تھائی لینڈ کی حکومت مسلم تنظیموں کو کچلنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

۲۶/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعہ صوبہ لینڈی جہاں مسلم آبادی کی اکثریت ہے' میں ایک بم دھماکہ ہوا' جس میں ۲۰ مسلمان شہید ہوئے' مسلمان ابھی اپنے مردوں کو دفن کرنے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور بم دھماکہ ہوا جس میں ۱۲ افراد شدید زخمی ہوئے۔ ایک ہی مذہب کے پیروکاروں سے یہ سلوک اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ ساری کارستانیاں حکومت کا اپنا شاخسانہ ہیں' تھائی لینڈ حکومت کی اسلام دشمنی کا اس سے واضح ثبوت اور کیا ہوگا کہ آج کل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا جارہا ہے' اس سے تھائی مسلمانوں میں خوف وہراس کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور وہ اپنے آپ کو تھائی لینڈ میں محفوظ نہیں سمجھتے جب کہ تھائی لینڈ حکومت کے قانون کے دفعہ نمبر ۹ میں اس بات کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ تمام مذاہب کے پیروکار اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی میں آزاد ہیں اور ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے اور شہری حقوق و دیگر انسانی حقوق میں سب یکساں برابر ہیں۔

ان قوانین پر عمل ان اقلیتوں کے بارے میں ہوتا ہے' جن کی پشت پناہی کرنے والے ممالک اور لوگ موجود ہوں۔ امت مسلمہ کا تو کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ جہاں جہاں مسلم اقلیتیں ہیں وہاں وہ ظلم و ستم اور جور و استبداد کا شکار ہیں۔ قانون' میڈیا' ذرائع ابلاغ ان اقلیتوں کے بارے میں حرکت میں آجاتے ہیں' جن کا اسلام سے تعلق نہیں ہوتا' یا نام نہاد اسلام اور خود ساختہ مذہب جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ تھائی لینڈ کی مجلس اسلامی کے صدر "ساوید سومال یاسیک" نے مسلمانوں کو پرسکون رہنے کی تلقین کے ساتھ حکومتی سطح پر ان حادثات کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے اور اس امر کا بھی مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اور امن پولیس مسلمانوں کے بارے میں اپنا رویہ درست کریں اور ان پچاس مدارس و مساجد کو کھول دیں جو پچھلے سات ماہ کے دوران بند کر دیے گئے ہیں۔ مزید یہ کہا ہے کہ اگر حکومت امن استحکام کے بارے میں مخلص ہے تو ان بدھ متوں کو لگام دیں' جو مساجد و معابد اور گرجا گھروں پر حملہ کرتے ہیں' جن میں مسلم اور دیگر اقلیتیں ایک

باقی صفحہ 11 پر

دوسری قسط

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟

مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ طیار کی تقریر:

یہ تھا کمال ایمانی کہ جان بچانے کے واسطے وطن کو چھوڑ کر یہاں آئے تھے مگر اس کی پرواہ نہ کی کہ نجاشی ہم کو یہاں رہنے دے گا یا ان لوگوں کو۔ جو لینے آئے ہیں۔ سپرد کر دے گا اور حق اور صاف کہنے پر آمادہ ہو گئے۔

سب میں سے حضرت جعفرؓ گفتگو کرنے کے لئے منتخب ہوئے۔ نجاشی نے پوچھا: وہ دین کون سا ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا اور ہمارے مذہب (عیسائیت) میں داخل نہ ہوئے اور کسی اور مذہب میں؟ حضرت جعفرؓ نے بیان کرنا شروع کیا کہ: ہم بہت پست لوگ تھے اور ہر قسم کی برائیوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل فرمایا' ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جن کے نسب و حسب' صدق و دیانت' امانت و پاک دامنی کو ہم خوب جانتے ہیں' انہوں نے ہم کو توحید کی تعلیم دی' شرک سے بچایا' بتوں کی عبادت کو چھڑایا' سچ بولنے' ادائے امانت' صلہ رحمی' ہمسایوں کے ساتھ سلوک' حرام باتوں سے بچنے' لوگوں کی جان کی حفاظت کرنے اور بدکاری کے ترک کا حکم دیا' نماز روزے کی تعلیم دی' (اسی طرح جملہ احکام اسلام بیان کر دیئے) ہم اس رسول پر ایمان لائے' ان کی اتباع کی' ہماری قوم نے ہم کو طرح طرح کے عذاب دے کر یہ چاہا کہ ہم کو اس دین سے پھیر دیں' جب ہم پر بے انتہا ظلم ہوئے تو ہم مجبور ہو کر بادشاہ کی پناہ میں آئے اور بادشاہ کی ہمسائیگی کو سب پر ترجیح دی اور یہ امید کر کے آئے کہ یہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ نجاشی نے کہا کہ تم کو اس کلام میں سے کچھ یاد ہے جو تمہارے نبی لائے ہیں؟ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی چند آیتیں پڑھیں جن کو سن کر نجاشی اور سب اہل دربار رونے لگے۔ نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک ہی جگہ سے نازل ہوئے ہیں اور قریش سے کہا کہ تم جاؤ میں ہرگز مسلمانوں کو تمہارے سپرد نہ کروں گا۔ دربار سے نکل کر عمرو بن العاص نے کہا کہ: میں کل کو ایسی بات نجاشی سے کہوں گا جس سے وہ ان کو بالکل نیست و نابود کر دے گا۔ اگلے روز عمرو بن العاص نے نجاشی سے کہا کہ یہ لوگ (یعنی مسلمان) حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں سخت بات کہتے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا: حضرت جعفرؓ نے کہا کہ: ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اس کی روح اور کلمہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف ڈالا ہے' نجاشی نے سن کر کہا کہ حضرت عیسیٰ نے بھی یہی کہا ہے جو تم کہتے ہو۔ یہ سن کر درباری لوگوں نے ناک بھوں چڑھائی اور کچھ بڑبڑائے۔ نجاشی نے کہا کہ اگرچہ تم کو ناگوار ہو مگر بات یہی ہے اور مسلمانوں سے کہا کہ تم امن سے رہو میں ایک سونے کے پہاڑ کے عوض میں بھی تم میں سے کسی ایک کو ستانا پسند نہیں کرتا' قریش کے ہدایا واپس کر دیئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ ملک بغیر رشوت کے دیا ہے' میں تم سے رشوت لے کر کس طرح ان لوگوں کو نکال دوں؟۔ (سیرت النبی لا ابن ہشام)

نجاشی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک مجھ کو بغیر رشوت کے دیا ہے' ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر ہم اس جگہ مناسب سمجھتے ہیں:

''نجاشی اپنے باپ کا تنہا ایک ہی بیٹا تھا' کوئی بھائی نہ تھا اور اس کے چچا کے بارہ بیٹے تھے۔ اہل حبشہ نے مشورہ کیا کہ نجاشی کے باپ کو قتل کر کے اس کے بھائی کو بادشاہ بنانا چاہئے کیونکہ اس کی اولاد بہت ہے' چنانچہ اس کو قتل کر کے اس کی بھائی یعنی نجاشی کے چچا کو بادشاہ بنا دیا۔ نجاشی اپنے چچا کی تربیت میں آ گیا' چونکہ عاقل اور مدبر تھا چچا کے یہاں اس کی بات بڑھ گئی' اہل حبشہ کو خوف ہوا کہ اگر نجاشی کا یہی اقتدار رہا تو ہم سے اپنے باپ کا بدلہ ضرور لے گا۔ انہوں نے مشورہ کر کے بادشاہ سے کہا کہ نجاشی کو قتل کر دو' یا جلا وطن۔ بادشاہ نے مجبوراً جلا وطن کرنے کو منظور کیا' یہ لوگ نجاشی کو بازار میں لے گئے اور ایک تاجر کے ہاتھ چھ سو درہم میں فروخت کر دیا' تاجر نجاشی کو لے کر کشتی میں سوار ہو گیا' رات کو بادشاہ پر بجلی گری اور وہ مر گیا اولاد میں کوئی کسی قابل نہ تھا' اس وقت لوگوں کی یہ

رائے ہوئی کہ اگر ملک کی بھلائی منظور ہے تو نجاشی کو لاکر تخت پر بٹھلاؤ' لوگ گئے اور نجاشی کو تاجر کے پاس سے واپس لاکر تخت نشین کیا۔" (البدایہ والنہایہ)

نجاشی نے اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھ کو تخت سلطنت عطا فرمایا تو کیا میں رشوت لے کر ناحق کا ارتکاب کروں؟

الحاصل کفار قریش بے نیل مرام واپس ہوئے' مسلمان نہایت آرام کے ساتھ حبشہ میں رہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے' اس وقت یہ لوگ بھی حبشہ سے مدینہ واپس آئے (البدایہ والنہایہ) آخر کار نجاشی بھی مسلمان ہوگیا (السعد الغابہ) یہ اسلام کی پرزور تاثیر تھی اس وقت جب کہ مسلمانوں کو دنیا میں امن سے رہنا بھی دشوار تھا' چہ جائیکہ کسی سے مقابلہ کرتے۔

اسلام کی ترقی اور اشاعت' شوکت وقوت کا اصلی زمانہ ہجرت کے بعد کا ہے' انصار مدینہ نے اپنی جان ومال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کئے' مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا' اپنی جائیداد میں گھربار میں ان کو حصہ دیا' اسلام کے لئے اپنی جانیں قربان کردیں اور جو کچھ ہوا تاریخیں ان کے حالات سے بھری پڑی ہیں' لیکن انصار میں اسلام کب اور کیسے شائع ہوا؟ یہ بھی اس وقت جب کہ اسلام کا لفظ زبان پر آنا اول درجہ کا جرم تھا ان کی جان ومال مباح سمجھے جاتے تھے۔

انصار مدینہ کا قبول اسلام:

موسم حج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جو قبائل حج کو آتے تھے ان سے مل کر اسلام کی حقیقت اور اس کی خوبیاں بیان فرماتے تھے۔ (البدایہ والنہایہ) ایک سال مدینہ کے چند لوگوں کو دعوت اسلام دی' یہ لوگ یہود سے سنا کرتے تھے کہ عنقریب ایک نبی عرب میں مبعوث ہونے والے ہیں' انہوں نے سن کر آپس میں کہا کہ یہی نبی مبعوث ہیں' مدینہ لوٹ کر گئے اور وہاں جاکر ذکر کیا' تو گھر گھر آپ ﷺ کا ذکر پھیل گیا۔ (الکامل فی التاریخ)

بیعت عقبۂ اولیٰ:

اگلے سال بارہ آدمی مدینہ سے اور آئے اور عقبہ پر آپ ﷺ سے ملے اور اسلام لے آئے' آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ کیا کہ ان کو تعلیم قرآن دیں اور دین کے احکام سکھلائیں' مصعب بن عمیرؓ مدینہ پہنچ کر اسعدؓ بن زرارہ کے یہاں ٹھہرے' وہاں مسلمان ان کے پاس جمع ہوگئے' سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر دونوں سردار تھے ان کو خبر ہوئی تو سعد نے اُسید سے کہا کہ تم جاکر ان لوگوں کو روکو' اُسیدؓ گئے اور غصہ سے حضرت مصعبؓ کو خطاب کرکے کہا کہ تم کیوں ہمارے نوجوانوں کو بہکانے آئے ہو' یہاں سے چلے جاؤ۔ مصعبؓ نے کہا کہ یا ایسا ہو کہ آپ بیٹھ کر ہماری بات سن لیں' اگر پسند ہو تو آپ بھی قبول کرلیں' اُسیدؓ نے کہا: اچھا' مصعبؓ نے اسلام کے احکام بیان کئے' اُسیدؓ نے سن کر کہا کہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے اور اسی وقت مسلمان ہوگئے اور کہا کہ ایک شخص اور ہیں (یعنی سعدؓ بن معاذ) اگر وہ مسلمان ہوگئے تو پھر کوئی باقی نہ رہے گا' یہ کہہ کر اُسیدؓ لوٹے' سعدؓ نے دور سے دیکھ کر کہا کہ: اُسیدؓ اس حال پر نہیں' جس پر گئے تھے (یعنی مسلمان ہوگئے ہیں) سعدؓ نے آکر کہا کہ ان کی بات میں تو کچھ حرج نہیں ہے' سعدؓ خود وہاں گئے ان کو بھی یہی پیش آیا کہ مصعبؓ نے ان کے سامنے احکام اسلام بیان کئے اور وہ بھی مسلمان ہوگئے۔ سعدؓ مسلمان ہوکر لوٹے تو اُسیدؓ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنی قوم کے پاس گئے اور کہا کہ تم مجھ کو کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے کہا کہ تم ہمارے سردار اور سب سے افضل ہو' سعدؓ نے کہا تو مجھ پر اس وقت تک تمہارے مرد اور عورت سے گفتگو کرنا حرام ہے جب تک کہ تم سب مسلمان نہ ہوجاؤ' شام تک سعدؓ کی قوم یعنی بنی عبدالاشہل میں ایک بھی باقی نہ رہا جو کہ مسلمان نہ ہوگیا ہو' اس کے بعد مصعب ؓ تلقین اسلام میں مصروف رہے اور انصار کے اکثر قبائل میں اسلام پھیل گیا۔ (الکامل فی التاریخ)

بیعت عقبہ ثانیہ:

دوسرے سال مدینہ سے ستر مسلمان کفار کے ساتھ ملے جلے ہوئے آئے' اور اپنے ارادے کو مخفی رکھا' مکہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں ملاقات کی اور سب نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بدیں مضمون بیعت کی کہ ہم آپ ﷺ کی ایسی حفاظت کریں گے جیسی اپنے بچوں اور عورتوں کی کرتے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ)

یہ بیعت ذی الحجہ میں ہوئی' اس کے دو ماہ بعد ربیع الاول میں آپ ﷺ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی (البدایہ والنہایہ) کفار مکہ کو جب یہ خبر ہوئی کہ مدینہ کے لوگ مسلمان ہوگئے اور آپ ﷺ وہاں جانے والے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں پر بہت ہی سختی شروع کردی' آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ مدینہ کو ہجرت کریں' چنانچہ مسلمان رفتہ رفتہ ہجرت کرنے لگے۔ (البدایہ والنہایہ)

یہ صورت ہے انصار کے مسلمان ہونے اور مدینہ میں اسلام پھیلنے کی' انصار ہی کے اسلام لانے سے اسلام کی ترقی واشاعت' حشمت وقوت کا دور شروع ہوا۔

یہ چند واقعات اسلام کی اشاعت کے ہجرت سے پہلے کے ہیں' جس وقت جبر واکراہ تو بجائے خود رہا' قتل وقتال' لڑائی جھگڑے تک کی اجازت نہ تھی' لیکن اسلام اصولی طور پر پورا مستحکم ہوچکا تھا۔

(جاری ہے)

عالمی خبروں پر ایک نظر

علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت

ترجمان حقیقت حضرت علامہ محمد اقبالؒ بیسویں صدی کے شہرہ آفاق دانشور، عظیم روحانی شاعر، اعلیٰ درجہ کے مفکر اور بلند پایہ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عہد ساز انسان بھی تھے۔ ایسی زندہ جاوید ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا دل ملت اسلامیہ کے ساتھ دھڑکتا تھا، وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ نہ صرف کاذب و مفتری بلکہ واجب القتل ہے۔ جب جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گماشتوں نے اپنی کتابوں میں کھلم کھلا اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی تو علامہ اقبالؒ نے نہ صرف قادیانیت کو ایک فتنہ قرار دیا بلکہ اس فتنہ کے محاسبہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا۔ انہیں اس بات کا مکمل ادراک تھا کہ ملت اسلامیہ کو جن فتنوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا، ان میں سب سے خطرناک فتنہ قادیانیت کا ہے۔ علامہ اقبالؒ کو یہ منفرد اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے حکومت کو سب سے پہلے یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے کیونکہ یہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کی اجتماعیت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب "علامہ اقبال اور فتنہ قادیانیت" معروف اسکالر محمد متین خالد کی تازہ ترین کاوش ہے، جو علامہ اقبالؒ کے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، غیرت اسلامی اور حمیت ملی کے آئینہ دار ایمان افروز واقعات اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔

یہ کتاب علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریات کی روشنی میں قادیانیت کی فتنہ طرازیوں کا مکمل محاکمہ، تجزیہ اور تحلیل کرتی ہے۔ اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ علامہ اقبالؒ کے تمام مقالات، خطبات، توضیحات، شاعری اور مکاتیب کو جو قادیانیت کے خلاف قول فیصل اور حرف آخر کا درجہ رکھتے ہیں، اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ مزید برآں یہ کتاب حضرت علامہ اقبالؒ کی بے داغ شخصیت پر قادیانیوں کی طرف سے کئے گئے بے جا اعتراضات اور رکیک حملوں کا دندان شکن جواب بھی ہے۔ رد قادیانیت کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کی نگارشات اور خدمات کو محمد متین خالد نے ایک مربوط گلدستہ کی شکل میں یکجا کر دیا ہے۔ یہ دقت نظری اور دیدہ ریزی کا متقاضی تحقیقی کارنامہ ہے جو محمد متین خالد کے عشق رسالت مآب ﷺ اور علامہ اقبالؒ کی ارادت کے بادہ دو آتشہ کی سرمستی اور سرشاری نے ان سے کروایا ہے۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر ایوب صابر، آغا شورش کاشمیری، نعیم آسی، پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، محمد سہیل عمر، عطاء اللہ صدیقی اور صاحبزادہ خورشید گیلانی وغیرہ کے گرانقدر اور فکر انگیز مضامین نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے افکار و نظریات کی روشنی میں قادیانیت کی اصلیت تک رسائی میں یہ کتاب نہایت مفید اور کارگر ثابت ہوگی۔ علامہ اقبال سے دلی محبت اور ذہنی ارادت رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب ایک شاہکار علمی تحفہ ہے۔ ہر پڑھے لکھے شخص کے پاس اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے۔ کتاب کے ۴۱۲ صفحات ہیں، قیمت ۲۰۰ روپے ہے، ملنے کا پتہ: علم و عرفان پبلشرز ۳۴ اردو بازار لاہور فون: ۷۳۵۶۳۳۳۰، کتاب گھر راولپنڈی فون: ۵۵۵۲۹۲۹۔

نئی رہائش گاہ کا افتتاح

گوجرانوالہ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے سالار حافظ محمد معاویہ کی نئی رہائش گاہ کا افتتاح کیا۔ انہوں نے افتتاحی تقریب سے خطاب کے بعد خصوصی دعا بھی کروائی، تقریب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محمد فیاض مدنی مبلغ گوجرانوالہ، قاری محمد یوسف عثمانی، پروفیسر محمد اعظم نفیس، حافظ محمد ثاقب، حافظ احسان الواحد، مولانا تقیر اللہ اختر، قاری عبدالغفور آرائیں، امان اللہ قادری، شیخ محمد طارق، عزیز الرحمٰن، ڈاکٹرز فورم پنجاب کے صدر

ڈاکٹر پروفیسر ظفر حمید بھٹی' سماجی رہنما شاہد انور' مولانا محمد الیاس قادری اور دیگر نے خطاب کیا۔

سانحہ ارتحال و تعزیتی اجلاس

شکر آدم (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شکر آدم کا ایک تعزیتی اجلاس ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی مدظلہ کی زیر صدارت دفتر ختم نبوت میں منعقد ہوا' جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا ابوطلحہ محمد راشد مدنی کے علاوہ مقامی امیر حکیم حفظ الرحمٰن' ناظم اعلیٰ محمد اعظم قریشی' خازن ماسٹر محمد سلیم مدنی' مفتی محمد طاہر مکی اور پریس ترجمان حافظ محمد فرقان بسطامی انصاری سمیت تمام مجاہدین ختم نبوت نے شرکت کی اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی خازن شاہین ختم نبوت فاتح ربوہ مولانا اللہ وسایا کی والدہ کے انتقال کے علاوہ ترجمان ختم نبوت حسان زمانہ ختم نبوت کے عظیم مجاہد شاعر سید محمد امین گیلانی کے انتقال سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم تبلیغ بھائی عبدالشکور قریشی کے انتقال پُر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی' پسماندگان کے لئے صبر و اجر عظیم کی دعا کی گئی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس اجلاس میں مقامی ناظم تبلیغ کے لئے بھائی عبدالشکور قریشی مرحوم کی جگہ ختم نبوت کے سینئر ترین مجاہد ڈاکٹر محمد خالد آرائیں کو عالمی مجلس کا ناظم تبلیغ منتخب کرلیا گیا ہے۔ دریں اثناء استاذ العلماء مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا سید منظور حسین شاہ صاحب انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے امیر مولانا سید منظور حسین شاہ صاحب ۱۰/اگست بروز بدھ شام پی او ایف ہسپتال میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ ۱۹۲۵ء کو حضرت پیر سید اصغر علی شاہ مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے علاقے کے جید علماء کرام سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد بھیرہ ضلع سرگودھا میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اٹک کے علماء کرام اور عوام کے پُر خلوص اصرار پر اٹک کی مرکزی جامع مسجد میں امامت و خطابت شروع فرمائی اور ۲۵ سال امامت و خطابت کے فرائض نبھاتے رہے۔ مجاہد اسلام پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ نے اپنے انتقال سے ایک سال قبل حضرت شاہ صاحب کو اپنی جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کا امیر نامزد فرمایا۔ آپ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے پورے علاقے میں فتنہ قادیانیت کا بھرپور تعاقب فرمایا۔ آپ ختم نبوت کی خدمت کی بنا پر پورے ضلع میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے ہمراہ شبان ختم نبوت کے صدر جناب فخر الاسلام فیصل تمام پروگراموں میں شریک رہتے' یہی وجہ ہے کہ مرض الموت میں بے ہوشی کے عالم میں بھی جناب فخر الاسلام فیصل صاحب کو مخاطب کرتے اور ختم نبوت بارے گفتگو فرماتے۔ ۱۱/اگست بروز جمعرات ۱۰ بجے دن آپ کے آبائی گاؤں بھوجوگی میں جانشین شیخ القرآن حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے ہزاروں کے مجمع کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کو آپ کے خاندانی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے نمائندگی مفتی محمود الحسن صاحب نے کی۔ دوسرے دن بروز جمعۃ المبارک کو تعزیتی ریفرنس میں خطاب بھی فرمایا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے' آپ کے نامور شاگرد حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب دامت برکاتہم ہیں۔

مولانا اشرف علی صاحب کو صدمہ

جانشین شیخ القرآن حضرت مولانا اشرف علی صاحب مہتمم دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے جواں سال بھانجے علامہ شاکر محمود صاحب کے بڑے بھائی جناب ملک آصف صاحب انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے مفتی محمود الحسن صاحب نے لواحقین سے تعزیت کی۔

بغیر ایڈریس توہین آمیز ویب سائٹ کی تحقیقات کرائی جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر آئی ٹی سے مطالبہ کیا ہے کہ غیر مسلم قادیانی جماعت ٹلفورڈ لندن اور چناب نگر کی طرف سے انٹرنیٹ پر بغیر ایڈریس بوگس فرضی دو ویب سائٹ کھولنے اور توہین آمیز مخرب الاخلاق تحریر جاری کرنے کی تحقیقات کرائی جائے اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور غیر مسلم قادیانی ٹلفورڈ لندن اور مقامی صدر مرزا خورشید غیر مسلم قادیانی کے خلاف مقدمات چلائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جماعت نے پہلے ایک ویب سائٹ "مولوی فقیر محمد پاکستان" کے نام پر کھولی تھی' اس غیر قانونی سائٹ کو بند نہیں کرایا گیا' اب قادیانی جماعت نے پرسیکیوشن کے نام پر دو اور ویب سائٹ کھولی ہیں' جن میں گالیاں لکھی گئی ہیں' اس سلسلہ میں ای میل کے ذریعہ امریکا میں ان ویب سائٹ کا ایڈریس طلب کیا گیا تو جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کا کوئی ایڈریس نہیں ہے' اگر ان کا ایڈریس ہوتا تو اس کا جواب دیا جاتا اور مخرب الاخلاق زبان استعمال کرنے پر توہین ہتک کا مقدمہ چلایا جاتا' چونکہ قادیانی جماعت شکست کھا گئی ہے' اس لئے گالیوں پر اتر آئی ہے جیسا کہ ان کا گرو مرزا غلام احمد قادیانی مخالفوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

اے رسولِ امیں خاتم المرسلین ﷺ

حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دُودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہیٰ رہ گزر میں تری، قاب قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی، زُلف تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ، مجتبیٰ، تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے وہ کہ میں جس کو تجھ سا لکھوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ، علیؓ
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ انفسِ دو جہاں، سرورِ دلبراں دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ